قال اللہ تعالیٰ و قرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ✦ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✦ پس اتباعاً للنص المزبور ✦ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج مشہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۳	بابت جمادی الاول ۱۳۴۵ھ	نمبر ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہے جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ✦ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و حل الانتباہات و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✦ بادارۂ محمد عثمان عامی ✦ در ہر ماہِ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ ... دہلی

لہ ہذا التفسیر لعام ماخوذ من الحدیث ...

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت جمادی الاول ۱۳۴۵ھ

جو بہ برکت دُعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہی

اُصول ومقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق ومعاشرت کی اصلاح ہے

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جز سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیضرورت سے اس سے بھی بڑھجانا ممکن ہو اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبون کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بہیجین گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بہیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمتمین کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۵ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اوّل و دوم درکار ہو طلب فرماوین مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصولڈاک۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کو جوار رحمت مین جگہ عطا فرماوین اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشین آمین۔

بنجاتے ہین اور جس نے یہی کلمات مغرب کے وقت بعد نماز کے پڑھے اسکے ساتھ بھی اسی کے مثل کیا جاتا ہے صبح تک اسکو امام احمد نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور الفاظ ابن حبان کے ہیں اور اُنکی ایک روایت میں ہی کہ اسکے واسطے برابر دس غلامونکے آزاد کرنے کے ہوجاتے ہیں۔

۔اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر کی نماز سے فارغ ہوتے وقت دس مرتبہ

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر

پڑھا اسکو سات چیزین ملتی ہیں اللہ تعالےٰ اسکی دس نیکیاں لکھدیتے ہیں اور ان کلمات کی وجہ سے اُسکی دس برائیاں مٹادی جاتی ہین اور اسی کی وجہ سے دس درجہ بلند ہوجاتے ہیں اور یہ کلمات اُسکے لئے برابر دس غلامون کے ہوجاتے ہیں اور یہ ہی کلمات اسکے لئے شیطان سے محافظ اور ہر مکروہ سے حفاظت ہوجاتے ہیں اور اُس سے اُس دن میں کوئی گناہ نہیں ملسکتا بجز شرک کے (یعنی بجز شرک کے جتنے گناہ ہیں سب معاف ہوجاتے ہیں کوئی قائم نہیں رہ سکتا) اور جس نے انہی کلمات کو مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے وقت پڑھ لیا اُسکو ایسا ہی اُس رات میں عطا ہوگا اسکو ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے لفظ طبرانی کے ہیں۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بعد صبح کی نماز اپنے پیر نماز سے پھیرنے سے پہلے سو مرتبہ

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علے کل شئی قدیر

پڑھا یہ شخص اُس دن باعتبار عمل کے تمام اہل زمین سے افضل ہوگا بجز اس شخص کے جس نے اسکے برابر پڑھا یا اس سے زیادہ پڑھا ہو اسکو طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور اسی حدیث کو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اُسکے لفظ یہ ہین جس شخص نے صبح کی نماز کے بعد اپنے پیر موڑے ہوئے بات کرنے سے پہلے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر۔ دس مرتبہ پڑھا اللہ تعالےٰ اسکے واسطے ہر مرتبہ کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹادیگا اور دس درجہ بلند فرمائیگا اور یہ کلمے اسکے لئے اس دن میں حفاظت ہوجائینگے اور شیطان رجیم سے پناہ ہوجائے گی اور اسکے واسطے ہر ایک مرتبہ کے پڑھنے میں اجر ایک غلام کے آزاد کرنے کا اولاد اسمٰعیل میں سے ہوگا جس میں سے ہر ایک کی قیمت بارہ ہزار ہو اور اسپر کوئی گناہ نہیں غالب ہوسکتا بجز خدا کے ساتھ شرک کرنے کے اور جس نے اسکو بعد نماز مغرب کے پڑھا اسکو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے۔

اور حضرت عبد الرحمن بن غنم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا جس شخص نے اس سے پہلے کہ مغرب کی نماز اور فجر کی نماز سے واپس ہو اور پیر کو پھیرے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علے کل شیء قدیر۔ دس مرتبہ پڑھا اللہ تعالےٰ ہر کلمہ کے بدلہ دس نیکیاں لکھدیگا اور دس بدیاں اس سے مٹادیگا اور دس درجے بڑھادیگا اور یہ کلمات اسکے واسطے شیطان راندہے ہوئے سے حفاظت ہوجائینگے اور کسی گناہ کو زیبا نہیں ہے کہ اس پر قبضہ کرے بجز شرک کے اور بحثییت عمل کے تمام لوگوں سے افضل ہوگا بجز شرک کے مگر وہ شخص فضیلت پائیگا جو اس سے افضل پڑھے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں بجز شہر بن حوشب کے اور عبد الرحمن بن غنم کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور اس حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

۱۹۴

عصر کے بلا عذر فوت ہونے سے ڈرانا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے نماز عصر کو چھوڑ دیا اسکے عمل بیکار ہوگئے اسکو بخاری نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے لفظ

اس طرح ہیں جناب نے فرمایا ہے سویرے پڑھو نماز کو گہٹا کے دن اس واسطے کہ جسکی نماز عصر کی فوت ہو گئی اسکے عمل بیکار ہو جائینگے۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز عصر کو قصداً چھوڑ دیا اسکے عمل برباد ہو گئے اسکو امام احمد نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا جو شخص کہ اسکی نماز عصر فوت ہو گئی گویا اُسکے اہل و مال چھین لیئے گئے اسکو امام مالک بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسکے آخر میں یہ زیادہ کیا ہے کہ امام مالک صاحب نے فوت ہونے کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وقت نکلجانا مراد ہے (یعنی اگر وقت گزر گیا اور اس نے عصر نہیں پڑھا اگرچہ پھر قضا بھی کرے مگر اسکا نقصان دینی اتنا زبردست ہو گیا جیسا کہ دنیا میں اسکا تمام اہل و مال برباد ہو گیا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ وعید اُس شخص کی نسبت ہے کہ بالکل ہی نماز عصر نہیں پڑھی واللہ اعلم بالصواب)

اور حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سُنا جس شخص سے نماز عصر فوت ہو گئی گویا اسکے اہل و مال چھین گئے اور ایک روایت میں اس طرح ہے نوفل نے بیان کیا ہے وہ نماز کہ جس سے وہ فوت ہو جائے گویا اسکا اہل و مال چھینا جائے حضرت ابن عمر نے کہا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ نماز عصر ہے اسکو نسائی نے روایت کیا ہے۔

کمال اور خوبی کے ساتھ امامت کرنیکی ترغیب اور بغیر کمال وخوبی کے امامت سے ترہیب

ابو علی مصری سے مروی ہے کہتے ہیں ہم نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ

تھا انکے ساتھ سفر کیا نماز کا وقت آگیا ہم نے آگے بڑھنا چاہا فرمانے لگے میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے کسی قوم کی امامت کی اگر
اُس نے امامت کو تمام و کامل طور پر ادا کیا ہے تو وہ تمامی اسکے حق میں معتبر اور مفید ہے
اور اگر تمام نہیں کیا (بلکہ کچھ کوتاہی کی) تو اس قوم کے حق میں تو کامل ہی ہے اور امام
پر اُس کوتاہی کا گناہ ہے اسکو امام احمد نے انہی الفاظ سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد
ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے
اپنی صحیحون میں یوں روایت کیا ہے جس شخص نے لوگونکی امامت کی اور وقت مستحب
میسر ہوگیا اور نماز کو بھی تمام کیا تو امام اور لوگون کے لئے مفید ہے اور جس نے اسمیں
کچھ کوتاہی کی وہ امام پر بار ہے اور لوگون پر نہیں ہے حافظ مصنف کتاب فرماتے
ہیں یہ حدیث محدثین کے نزدیک ابو علی مصری سے بواسطہ عبد الرحمن بن حرملہ ابی حرملہ
سے مروی ہے اور اس عبد الرحمن کے بارہ میں کچھ گفتگو آئے گی۔

۱۹۶ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اسکو خدا سے ڈرنا
چاہیئے اور جاننا چاہیئے کہ وہ ضامن ہے جس چیز کا ضامن ہوا ہے اُس سے دریافت
کیا جائے گا اور اگر اُس نے اچھا کیا تو اسکو اتنا اجر ملیگا جتنا اسکے تمام مقتدیین کو
ملیگا بغیر اسکے کہ انکے اجورمین سے کچھ کم کیا جائے اور جو کچھ نقصان ہوگا وہ اُس
امام ہی کے ذمہ پر ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں بروایت معارک بن عباد بیان کیا ہے
اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا (یہ امام لوگ) تم کو نماز پڑھاتے ہیں اگر یہ درست کریں تو تمہارے
واسطے نافع ہے اور اگر انھوں نے خطا کی تو تمہارے واسطے تو (مثل سابق) نافع ہی
ہے اور انکے ذمہ پر ہے اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے
اپنی صحیح میں آئندہ عبارت سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے یا یوں فرمایا آئندہ کچھ قومین
ہونگی کہ نماز پڑھائینگی اگر وہ نماز کو تمام و کامل پڑھائینگی انکے حق میں مفید ہوگی اور اگر

انھون نے کوتاہی کی تو انکے ذمہ پر ہے اور تم کو نافع ہی ہوگی۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص مشک کے چبوترون پر ہونگے (راوی کہتے ہیں) میں خیال کرتا ہون آپ نے فرمایا روز قیامت (مطلب یہ ہے کہ راوی کو لفظ یوم قیامت کی یادگاری مین شک ہے اب تین آدمیونکا بیان شروع ہوتا ہے) ایک غلام ہے کہ اس نے اللہ کے حقوق اور اپنے مالکون کے حقوق کو ادا کیا اور ایک آدمی ہے کہ اُس نے ایک قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے خوش ہیں اور ایک وہ آدمی کہ ہر رات دن پنجگانہ نماز کی اذان دیتا ہے اسکو امام احمد ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی حدیث کو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں خاص اسناد کے ساتھ ان لفظون سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی ہیں کہ انکو فزع اکبر خوف میں نہیں ڈالیگا اور نہ انکو حساب گرفت کریگا اور خلائق کے حساب کے فراغ تک وہ مُشک کے چبوتروں پر رہینگے ایک وہ آدمی کہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے اُسکے ساتھ کسی قوم کی امامت کرتا ہے اور وہ قوم اُس سے خوش ہے باقی حدیث مثل سابق بیان کی ہے اور اس بارہ میں اور حدیثیں بھی ہیں الامام ضامن والموذن موتمن وغیرہ کہ اذان کے بارہ میں گزرچکی ہیں۔

آدمی کی ایسی امامت سے ڈراتا کہ مقتدی لوگ اُس سی ناراض ہین

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے تین آدمی ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُنکے اعمال قبول نہیں فرماتے ایک اُس شخص کی نماز جو کسی قوم کی امامت کرتا ہے اور وہ اسکو کسی امر شرعی کی وجہ سے مکروہ جانتے ہیں اور ایک وہ شخص کہ نماز میں دیر کرکر آتا ہے اور دیر کرکر آنا یہ ہے

کہ وقت گزار کر آئے اور ایک وہ شخص کہ آزاد شخص کو غلام بنائے اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بروایت عبد الرحمن بن زیاد افریقی روایت کیا ہے۔

اور حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھون نے ایک قوم کو نماز پڑہائی جب فارغ ہوے فرمانے لگے میں تم سے اجازت پہلے لینی بھول گیا کہ تم میری امامت سے خوش ہو یا نہیں لوگون نے عرض کیا ہان بھلا اسکو کون مکروہ جانے گا اے حواری (یعنی خالص دوست) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے جس شخص نے کسی قوم کی امامت کی اور وہ اسکو مکروہ جانتے ہیں اسکی نماز اُسکے کانون سے تجاوز نہیں کرتی اسکو طبرانی نے کبیر مین بروایت سلیمان بن ابی ایوب روایت کیا ہے اور یہ شخص طلحی کوفی ہے اسکے بارہ میں ایسا کہا جاتا ہے کہ اسکی بعض حدثیں منکر ہیں۔

اور حضرت عطا بن دینار ہذلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں اللہ تعالےٰ انکی نماز قبول نہیں کرتا اور نہ آسمان کی طرف چڑہتی ہے اور نہ اُنکے سرون سے اونچی ہوتی ہے وہ آدمی کہ کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسکو مکروہ جانتے ہون اور وہ آدمی کہ جنازہ کی نماز پڑھاوے بلا حکم اور وہ عورت کہ رات کو اسکا شوہر بلاوے وہ انکار کرے اس کو ابن خزیمہ نے اسیطرح اپنی صحیح میں مرسل روایت کیا ہے اور اسکی ایک دوسری سند حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوع بھی روایت کی ہے۔

۱۹۸

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اُنکی نمازین اُنکے سرون سے ایک بالشت بھی اونچی نہیں ہوتیں ایک وہ شخص کہ کسی قوم کی امامت کرتا ہے اور وہ اس کو مکروہ جانتے ہیں اور ایک عورت کہ اُس نے رات ایسی حالت میں گزاری کہ اسکا شوہر اسپر خفا ہے اور دو بھائی ایک دوسرے سے چھوٹے ہوئے ہین یعنی لڑے ہوئے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان لفظون سے

روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین کہ اللہ تعالےٰ انسے
انکی نماز قبول نہیں فرماتے ایک کسی قوم کا امام کہ قوم اسکو مکروہ جانتی ہو اور عورت کہ اپنے
شوہر کی خفگی کی حالت میں رات گزارے اور دو بھائی باہمی قطع تعلق کر دینے والے۔
اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصون کی نماز انکے کانون سے اونچی نہیں ہوتی فراری
غلام جبتک کہ واپس (آقا کے پاس) نہ آوے اور وہ عورت کہ خاوند کی ناراضی میں
رات گزارے اور کسی قوم کا امام کہ قوم اُس سے ناراض ہو اسکو ترمذی نے روایت کیا
ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

صف اوّل کی ترغیب اور صف کو سیدھا کرنیکی اور داہنی جانب کی فضیلت کے بیانمین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جان لین جو کچھ اذان اور صف اوّل مین (اجر) ہے اور پھر بجز
قرعہ ڈالنے کے چارہ نہ ہو تو بلا شک قرعہ ڈالنے لگیں اسکو بخاری مسلم نے روایت
کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اگر تم جان لو کہ پہلی صف میں کیا اجر ہے
تو قرعہ کا سلسلہ ہو جائے۔
اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہتے ہیں
ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردونکی تمام صفون سے بہتر پہلی صف ہے
اور تمام صفوں سے بری پچھلی صف ہے اور عورتون کی سب صفوں سے بہتر پچھلی صف ہی
اور سب سے بری پہلی صف ہے اسکو مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی مروی ہے اُن میں سے حضرت ابن عباس اور حضرت عمر بن
الخطاب اور حضرت انس اور حضرت ابو سعید اور ابو امامہ اور جابر بن عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پہلی صف کے لئے تین مرتبہ مغفرت طلب فرماتے تھے اور صف دوم کیلئے ایک مرتبہ استغفار کرتے تھے اسکو ابن ماجہ نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر کہا ہے مگر شیخین نے عرباض سے روایت نہیں کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یون روایت کیا ہے کہ آپ پہلی صف کے لئے تین مرتبہ دعا فرماتے تھے اور دوسری صف پر ایک دفعہ اور نسائی کے لفظ بھی مثل ابن حبان کے ہیں مگر انھون نے پہلی صف کے لئے دو مرتبہ روایت کیا ہے

اور ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اسکے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دوسری پر فرمایا اللہ اور اسکے فرشتے صف اول پر رحمت بھیجتے ہین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دوسری پر فرمایا اور دوسری پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفونکو سیدہی کرو اور اپنے مونڈہون کے درمیان برابری کرو اور اپنے بھائیون کے سامنے نرمی کرو اور صف کے فرجون کو بند کرو شیطان تمہارے درمیان میں بکری کے چھوٹے بچونکی طرح گھس جاتا ہے اسکو امام احمد نے ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اُس میں کچھ مضائقہ نہین ہے اور طبرانی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے اللہ اور اسکے فرشتے صف اول پر یا پہلی صفوںپر درود بھیجتے ہیں اسکو امام احمد نے سند جید سے روایت کیا ہے

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صف کی ایک جانب میں تشریف لیجاتے اور انکے سینے اور مونڈھے برابر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم مختلف نہ ہو یعنی آگے پیچھے نہ ہو

(باقی آئندہ)

۲۰۰

توجب حق کی باتیں سُنانا بعض شخصوں کے سامنے گناہ ہے تو ایسے شعروں کا عوام کے سامنے پڑھنا اگر ناجائز ہو جائے تو کیا تعجب ہے کیونکہ اگرچہ یہ شعر صحیح ہیں لیکن اسنے عوام کے خیالات تو خراب ہو جائینگے اسی لئے حدیث میں ہے کلموا الناس علی قدر عقولہم (ترجمہ) کلام کرو آدمیوں سے انکی عقل کے موافق مطلب یہ ہے کہ اُنکے سامنے ایسی بات کرو جو اُنکی سمجھ سے باہر نہ ہو ایک اور حدیث میں ہے کہ جب کسی کے سامنے اُسکی عقل سے بڑھکر کلام کیا گیا تو وہ اسکے لئے فتنہ ہوگا تو اب جو ایسے اشعار عوام کے سامنے پڑھے جاتے ہیں جو انکی سمجھ سے باہر ہیں یہ عوام کے لئے فتنہ ہونگے یا نہیں ضرور فتنہ ہونگے اگرچہ وہ اشعار حافظ اور مغربی ہی کے ہوں ان حضرات کے کلام کے صحیح ہونے میں تو کچھ شک نہیں جو کچھ انھوں نے کہا ہے صحیح ہے لیکن اُنکا سمجھنا بڑے سمجھدار کا کام ہے اب لوگ یہ بے احتیاطی کرنے لگے کہ عام مجلسوں میں اس قسم کی غزلیں پڑھتے ہیں حالانکہ انکو کوئی بھی نہیں سمجھتا میں ایسے لوگوں سے بہت ملا ہوں جو ان الفاظ کے معنی غلط سمجھتے ہیں

(۲) امام صاحب کا قصہ ہے کہ ایک دفعہ آپ چلے جا رہے تھے ایک شخص نے آپ کو دیکھکر دوسرے سے کہا کہ یہ امام ابو حنیفہ ہیں یہ پانسو رکعتیں روزانہ پڑھتے ہیں آپ اسکو سنکر رونے لگے اور اسی روز سے پانسو رکعتیں پڑھنا شروع کر دیں کیونکہ جانتے تھے کہ مخلوق تو دہوکہ میں آسکتی ہے لیکن خالق کے ساتھ کوئی دہوکہ نہیں چلسکتا آج یہ حالت ہے کہ لوگ اپنی نسبت تقوی و طہارت کے مشہور ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اسکے لئے تدبیریں کرتے ہیں ایک شخص کلکتہ میں گیا اور اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے چند گرگے اس غرض کے لئے چھوڑ دیئے کہ اسکو مشہور کریں۔

(۳) اگر دُعا قبول نہ ہو تو تنگدل نہ ہو کیونکہ کبھی کبھی دیر لگانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالے کو اپنے بندہ کا رونا پیٹنا پسند ہوتا ہے دیکھئے آپ اپنے بچہ کے لئے کوئی چیز لاتے ہیں مگر اسکو دق کر کے دیتے ہیں یہانتک کہ بچہ رونے لگتا ہے اور آپ کو اسکا رونا اچھا معلوم ہوتا ہے اب جن لوگوں کی دعا قبول ہو جاتی ہے وہ بہت خوش ہوتے ہیں اور جن لوگوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی وہ سخت پریشان رہتے ہیں

حالانکہ دعا کا قبول ہونا کچھ اسکی علامت نہیں ہے کہ دعا کرنے والا خدا کے یہاں مقبول ہے اور دعا کا قبول نہ ہونا بھی اسکی علامت نہیں ہے کہ یہ شخص خدا کے نزدیک مقبول نہیں خدا تعالےٰ انسان کی اسی حالت کی شکایت فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ انسان کو فراغت دیتے ہیں تو کہتا ہے خدا تعالےٰ نے میرا بڑا اکرام کیا اور جب رزق تنگ کر دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے ذلیل کیا اور خدا تعالےٰ مجھے چاہتے نہیں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہرگز نہیں یعنی یہ بات نہیں ہے کہ فراغت اور خوشحالی خدا تعالےٰ کے یہاں مقبول ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور تنگدستی اُنکے یہاں ذلیل ہونے کی وجہ سے بلکہ جسکے لئے غریبی مناسب ہوتی ہے اسکو غریبی دیتے ہیں اور جسکے لئے امیری مناسب ہوتی ہے اسکو امیری دیتے ہیں اور یہ خدا تعالےٰ کی بڑی نعمت ہے کہ جو حالت وہ ہمارے لئے مناسب سمجھتے ہیں وہی دیتے ہیں۔

(۴) یہ سلسلہ اس امر پر چلا تھا کہ قرب کے معنی یہ نہیں جو دریا و قطرہ میں سمجھا جاتا ہے اور ایسے الفاظ کے ظاہری معنی مراد لینا سخت غلطی ہے بلکہ مراد اس قرب سے جسکا اس آیت میں ذکر ہے رضامندی ہے یعنی خدا تعالےٰ کا راضی ہونا مراد ہے اور یہ رضامندی کا قرب بڑی دولت ہے مگر اسکو دنیادار تو کیا مقصود سمجھتے بہت سے دیندار بھی پورے طور سے مقصود نہیں سمجھتے پس اس آیت میں حق تعالےٰ نے اسکا طریقہ بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ مال اور اولاد جسکے حاصل کرنے کے پیچھے لوگ پڑے ہیں یہ قرب کا ذریعہ نہیں ہو سکتے بلکہ ایمان اور اچھے کام اسکا ذریعہ ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایمان اور نیک اعمال میں وہی درجہ مطلوب ہوگا جو کامل ہو کیونکہ جو ایمان کامل نہ ہوگا اور جو اعمال کامل نہ ہونگے وہ خدا تعالےٰ کو پوری طرح پسند نہ ہونگے پھر وہ خدا تعالےٰ کی کامل رضامندی کا ذریعہ کیسے بن سکتے ہیں پس ایمان اور اعمال کا کامل کرنا ضروری ہوا اور ان کا کامل ہونا موقوف ہے تین چیزوں پر علم اور عمل اور حال اگر علم نہیں تو خدا تعالےٰ کے احکام کی خبر ہی نہ ہوگی اور اگر علم تو ہے لیکن عمل نہیں تو معلوم کرنے سے نفع ہی کیا ہوا علم سے تو مقصود یہی ہے

کہ اسپر عمل کیا جاوے پس علم وعمل ضروری ہوئے اور حال سے مراد یہ ہے کہ ایسی حالت ہو جاوے جس سے دلمین تقاضا پیدا ہو جاوے کہ اگر کوئی عمل چھوٹ جائے تو طبیعت بیچین ہو جائے مثلاً ایک شخص نماز روزہ کرتا ہی لیکن حال کے نہ ہونے کی وجہ سے نفس پر زبردستی کرکے کھینچ تان کرتا ہے اگر ایک وقت چھوٹ بھی جاوے تو کچھ زیادہ قلق نہیں ہوتا اور ایک دوسرے شخص کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک وقت بھی نماز چھوٹ جائے تو زندگی وبال معلوم ہونے لگتی ہے تو یہ دوسرا شخص صاحب حال ہے اور اسکا پیدا کرنا کو واجب نہیں کیونکہ اگر طبیعت پر زور ڈالکر بھی عمل کرتا رہا اور نیت خالص اللہ کے لئے ہے کوئی دوسری غرض نہیں تو خدا تعالےٰ کے یہان مقبول ہے کچھ کمی اسمین نہین لیکن یہ ہے بڑی اندیشہ کی حالت کیونکہ جب قلب مین تقاضا نہیں تو خدا جانے کہان گاڑی اٹک جاوے اور کہان پہنچکر عمل کا خاتمہ ہو جاوے اسلئے ضروری ہے کہ حال بھی پیدا کرے پس علم وعمل وحال کا جمع کرنا یہ طریقہ ہے قرب ورضا الہی کا جو کہ بہت بڑی دولت ہے کیونکہ اصل دولت راحت وآرام ہے تو اس سے بڑھکر اور کیا راحت ہوگی کہ اسکا محبوب حقیقی اس سے راضی اور قریب ہو یہ راحت کسیکو بھی نصیب نہیں بلکہ جسکو یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے اُسے اگر کچھ محنت بھی اٹھانی پڑتی ہے تو اسمین بھی لذت ملتی ہے لوگ جسکو تکلیف سمجھتے ہین وہ اسکو بھی راحت سمجھتا ہے مجنون کو اُسکے عزیز واقارب خانہ کعبہ مین لیگئے اور اس سے کہا کہ یون دُعا مانگ کہ اے اللہ مجھپر رحم کیجئے لیلےٰ اور اُسکی محبت کی مصیبت سے نجات دیجئے تو وہ کہتا ہے کہ اے اللہ لیلےٰ کی محبت مجھکو زیادہ کر دیجئے غور کرو کہ ایک عورت کی محبت میں یہ حالت تھی تو کیا خدا تعالےٰ کی محبت لیلےٰ کی محبت سے بھی کم ہوگئی ہرگز نہیں تو اب غور کیجئے کہ وہ کیسی لذت کی چیز ہوگی پس معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کا قرب بڑی دولت ہے اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کو چھوڑ بیٹھے ہین وہ بڑی مصیبت مین ہیں گو اُنکے پاس مال اور اولاد بھی ہو حقیقت میں اگر غور کرکے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جنھون نے دنیا کو قبلہ وکعبہ بنا رکھا ہے

وہ کسقدر مصیبت مین ہین عیش کے سامان سوچتے اور جمع کرتے ساری عمر گذر گئی اور
کھانے پینے کو وہی چار چپاتیان اور تین کپڑے ہی ملے جو سب کو ملتے ہین اور پھر لطف
یہ کہ اسقدر کوشش کے بعد بھی عیش نصیب نہ ہوا اور غضب یہ ہے کہ آجتک بھی انکو
اسکا شعور نہیں ہوا ابتک وہی ترقی کی تعلیم دیجاتی ہے اور اگر دنیا کا پورا عیش
حاصل ہو بھی گیا تو یہ عیش ہی کیا ہے کہ خوب کھا لیا اگر یہی عیش ہے تو بیل کو سب سے
زیادہ عیش میسر ہے کہ اسکو کسیطرح کا بھی سوچ فکر نہین اسکے برابر بادشاہ بھی
عیش مین نہیں خلاصہ یہ کہ بیفکری سے کھا لینا کوئی عیش نہین عیش یہ ہے کہ نہ تو
موجودہ حالت کی فکر ہو اور نہ آیندہ حالت کا اندیشہ ہو پس صاحب حال وہ شخص
ہے کہ جو اسپر گذرتا ہی سب کو خوشی سے برداشت کرتا ہے اور اسکو نعمت سمجھتا ہے
اگر تکلیف بھی ہو تو اسکے نزدیک عیش ہی ہے اور اسپر کچھ تعجب نہ کیجئے دیکھئے اگر
ایک مدت کے بعد محبوب سے ملاقات ہو اور دیکھکر حیران رہجاوے نہ بات کی ہمت
ہو نہ سلام کرنے کی طاقت ہو اور اسی حالت مین محبوب اس پر رحم کرے اور اسکو
سینہ سے لگا لے اور خوب دباوے کہ اسکا دم بھی نکلنے لگے اور اسی حالت مین
اسکا کوئی رقیب آجاوے اسکو دیکھکر محبوب دریافت کرے کہ اگر تم کو تکلیف ہو رہی
ہو تو مین تم کو چھوڑ کر اسکو دبانے لگوں تو اسوقت کیا کہے گا کیا اس تکلیف کو تکلیف
سمجھیگا اور کیا اسکی وجہ سے وہ محبوب کے علیحدہ ہونے پر راضی ہوگا کبھی نہیں بلکہ وہ
یہ کہے گا شعر،

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ✧ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

تو جب آدمی کی محبت مین یہ حالت ہے تو خدا تعالے کی محبت مین کیا حالت ہوگی
تو معلوم ہوا کہ قرب خداوندی بہت بڑی دولت ہے جس نے اسکی حقیقت سمجھ لی
اسکے برابر کوئی دولتمند نہیں اور جو اس سے محروم ہے اسپر اللہ والوں کو رحم اور
ترس آتا ہے اور وہ اسکو ذلیل نہیں سمجھتے کیونکہ جانتے ہین کہ خدا تعالے
گنہگاروں کو بھی بخشتے ہین پس گنہگاروں کو حقیر نہ سمجھو البتہ رحم کے قابل سمجھو

اور وہ برتاؤ کرو جیسے تمہارا بیٹا بیمار ہو جائے اور اسکے ساتھ تم شفقت کا برتاؤ کرتے ہو دیکھو اگر وہ تم پر ہگ بھی دے تو تم کو غصہ نہیں آتا بلکہ رحم آتا ہے تو مسلمان وہ ہے کہ مسلمان کی حالت پر آنسو بہا وے نہ یہ کہ اُنکو ذلیل حقیر سمجھے اور بُرا بھلا کہے اور اگر اسکی اصلاح کی اُمید نہ رہے تو خدا کے سپرد کر دو اور دُعا کرو یہی اسلامی شان - آجکل یہ حالت ہے کہ ذرا سی بات مین کسی کو بدعتی بتا دیا کسیکو وہابی کہدیا صاحبو کس کی بدعت کس کی وہابیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض حکم ایسے ہین کہ اُنمین حدیثیں مختلف طور پر آئی ہین کوئی کسی طرف گیا کوئی کسیطرف تو اسکے لئے لڑتے کیون ہو اور اگر کوئی کُھلی ہوئی غلطی کرے یعنی جو بات یقیناً حق بھی اُسکے خلاف کرے تو اُسکے لئے دُعا کرو دیکھو اگر ایک مجلس مین محبوب بھی ہو اور اسنے اجازت دیدی ہو کہ میری طرف دیکھو اور یہ دیکھنے مین مشغول ہو کہ اتنے میں ایک شخص آکر اسکی اُنگلی چھو دے اب بتاؤ وہ کیا کرے گا کیا محبوب کی طرف سے نظر ہٹا کر اس شخص کو دیکھنے لگے گا یا اُس سے اُلجھنا شروع کر دیگا ہرگز نہیں وہ کبھی دوسری طرف التفات بھی نہ کرے گا اور اگر التفات کریگا تو محبوب کے دیدار کا لُطف ہاتھ سے جاتا رہے گا حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم سے کوئی مناظرہ تکرار کرے تو تم کبھی مناظرہ نہ کرو اس سے دل سیاہ ہوتا ہی مین عوام مین سے جسکو بیعت کرتا ہون اس سے یہ بھی کہتا ہون کہ بدعت کو چھوڑو لیکن بدعتی لوگون سے مت لڑو خدا تعالےٰ تم سے یہ نہ پوچھے گا کہ اُن لوگون نے ایسا کیون کیا اور قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام آدمی دوسرون کو نصیحت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے بعض میں اسکی قابلیت ہوتی ہے اور بعض مین نہیں ہوتی اور یہ تجربہ ہے کہ جو لوگ اسکے اہل نہیں ہین اُنکا کہنا لوگونکو ناگوار گذرتا ہے اور جو لوگ اہل ہین اُنکا کہنا ایسا ناگوار نہیں ہوتا اور یہ بات بھی ہے کہ عالم جو نصیحت کرینگے وہ نرمی اور تمیز کے ساتھ کرینگے غرض یہ لڑائی جھگڑے کا طریقہ مناسب نہیں ہے اپنے کام مین لگے رہو اگر کوئی بُرا ہو تم اسپر رحم کرو

اور اسکے لئے دُعا کرو چنانچہ اللہ والے دنیا داروں پر رحم ہی کرتے ہین جیسے بیمار کو دیکھکر اُسپر رحم آیا کرتا ہے بلکہ وہ مالداروں کو دیکھکر بھی رحم کرتے ہین کہ یہ بیچارے مزدور ہین لدے ہوئے ہین ہانپتے ہوئے جارہے ہین حضرت شبلیؒ کی یہ حالت تھی کہ جب کسی امیر کو دیکھتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ یہ دُعا حدیث مین ہے حضور نے تعلیم فرمایا ہے کہ جب کسی بیمار کو دیکھو تو یہ دُعا پڑھو تو دُنیا کی محبت سے زیادہ کونسی بیماری ہوگی کہ دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماری سب سے بدتر ہے تو حضرت شبلیؒ اس وجہ سے انہیں بیمار سمجھتے تھے اور اُنکو دیکھکر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے غرض دُنیادار بیمار ہیں اور اس بیماری سے بچا رہنا خدا کی نعمت ہے جو قابل شکر کے ہے اکبر پور کا واقعہ ہے کہ ایک خانصاحب نے ایک جولاہے سے مذاق کے طور پر پوچھا کہ میانجی کیا کررہے ہو کہنے لگا خدا کا شکر کررہا ہون کہ مجھکو خانصاحب نہ بنایا کہ کسی غریب پر ظلم کرتا اور دوزخ مین جاتا خانصاحب چُپ ہی تو رہگئے حقیقت مین خدا کی یہ بھی بڑی رحمت ہے کہ گناہ کا سامان ہی نہ دے اب آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ واقعی یہ لوگ رحم کے قابل ہین کہ ایک بڑی مصیبت میں پھنسے ہین مگر انکو خبر بھی نہیں انکی وہ حالت ہے جیسے ایک سرحد کا وحشی ہندوستان میں آیا تھا کسی حلوائی کی دوکان پر حلوا رکھا دیکھا قیمت پاس تھی نہین آپ اُسمین سے بہت سا اُٹھا کر کھا گئے حلوائی نے حاکم شہر کو اطلاع دی حاکم نے یہ سزا مقرر کی کہ انکا منھ کالا کرکے جوتیوں کا ہار گلے میں ڈالا جائے اور گدہے پر سوار کرکے تمام شہر مین پھرایا جائے اور بہت سے لڑکے ساتھ کردیئے جائیں کہ وہ ڈھول بجاتے پیچھے پیچھے چلیں چنانچہ ایسا کیا گیا جب یہ حلوا خور صاحب اپنے گھر واپس گئے تو وہان کے لوگون نے پوچھا کہ آغا ہندوستان کیسا ملک ہے کہنے لگے ہندوستان خوب ملک ہے حلوا کھانا مُفت ہے لڑکونکی فوج مفت ہے گدھے کی سواری مفت ہے ڈم ڈم مفت ہے ہندوستان خوب ملک ہے بس دنیا دارونکا دنیا کو خوب ملک کہنا ایسا ہی ہے جیسے اُس آغا نے ہندوستان کو خوب ملک کہا تھا اور دُنیا کے

دنیا کی محبت سے بڑھ کر کوئی مرض نہیں ہے

ایک خانصاحب کی حکایت

ایک سرحدی کی حکایت

سامان پر ناز کرنا ایسا ہی ہے جیسا اس نے گدہے کی سواری اور لڑکونکی فوج پر ناز
کیا تہا صاحبو یہ بے حسی ہے خدا کی قسم اگر ذرا بھی شعور ہو تو یہ سب عذاب نظر آنے لگے
دُنیا کی حکومت کے بارہ میں حدیث میں ہے کہ جسکی دس آدمیون پر بھی حکومت ہوگی۔
قیامت میں اسکو مُشکیں کسکر لایا جاوے گا اگرچہ اسکے بعد چھوٹ ہی جاوے آج اسکی
درخواست کیجاتی ہے اسکے لئے روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور اگر کوئی کچھ کہتا ہے
تو یہ جواب ملتا ہے کہ ہم میں اگر صاحب حکومت نہ ہونگے تو قوم تباہ ہوجائیگی واقعی یہ سچ
ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ مُسلمان حاکم ہون لیکن کون شخص ہو اسکا فیصلہ خود حدیث
مین موجود ہے حضور فرماتے ہیں القضاۃ ثلثۃ اثنان فی النار وواحد فی الجنۃ
(ترجمہ) قاضی تین ہین ان میں سے دو تو دوزخی ہیں اور ایک جنتی ہے اور اُس ایک کو
عالم باعمل تبلایا ہے تو حکومت ضروری ہے مگر حکومت کے لئے پورا عالم ہونا چاہئیے
ورنہ بدون علم کے بہت سی خرابیان پیدا ہوتی ہیں اور امتحان علم کا یہ ہے کہ انکے
سامنے جتنے مقدمات آئیں ان میں اپنی رائے سے فیصلہ لکھیں اسکے بعد اہل علم
سے انکا حکم دریافت کریں پھر دونوں کو ملاکر دیکھیں خدا کی قسم زمین آسمان کا
فرق نکلے گا دوسری اس میں ایک اور شرط ہے کہ حکومت کی خود درخواست نہ کرے
کیونکہ جو درخواست کرے گا وہ خود غرض ہوگا اور نفسانیت سے کام کرے گا
اسکو لوگونکی مصلحت پر ہرگز نظر نہ ہوگی بلکہ اپنی مصلحت پر نظر ہوگی اور اس سے جتنی
خرابیان پیدا ہوں کم ہین حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن عمرؓ سے قضا کا عہدہ قبول کرنیکے
لئے کہا انھوں نے انکار کردیا حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر تم منظور نہیں کرتے تو
اپنے انکار کی کسیکو خبر نہ کرنا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ سب ہی انکار کردین اس واقعہ سے
آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ پہلے بزرگ حکومت سے کیسی نفرت رکھتے تھے اور حقیقت میں
ایسا ہی شخص کام بھی کرسکے گا اب آپکی سمجھہ میں آگیا ہوگا کہ دنیا کے لوگ حقیقت
مین بڑی تکلیف اور عذاب میں پھنسے ہوئے ہیں اور دولت حقیقی دوسری چیز ہی
تو خدا تعالے اس آیت میں اس دولت کو بتلاتے ہیں اور اسکا طریقہ ارشاد فرماتے

ہیں اور جس طریقہ کا آجکل رواج ہے اسکو رد کرتے ہیں فرماتے ہین کہ تمہارے مال اور اولاد اس قابل نہیں کہ تم کو ہم سے قریب کرین البتہ ایمان اور اچھے کام اسکا ذریعہ ہین جیسا بیان ہوا اور اسمین ان لوگونکا بھی جواب ہو گیا جو کہتے ہیں کہ دنیا کی ترقی سے ہمارا مقصود دین کی ترقی ہے تو خدا تعالے نے تبلادیا کہ دین کی ترقی کی یہ صورت نہیں کہ بہت سا مال سمیٹ لو ہم اس آیت کا ترجمہ کئے دیتے ہیں اگر تین پانچ کرنا ہو تو خدا تعالے سے کرو اور پوچھو کہ یہ کیون فرمایا آجکل یہ بھی ایک عجیب عادت ہو گئی ہے کہ لوگ ہر بات کا ذمہ دار مولویون کو سمجھتے ہیں صاحبو مولوی تو صرف منادی کرنے والے ہیں دیکھو اگر کلکٹر کسی سے منادی کراوے تو اس منادی کی حکمت منادی کرنے والے سے نہیں پوچھی جاتی کیونکہ جانتے ہیں کہ یہ اسکا ذمہ دار نہیں پھر کیا وجہ کہ مولویون کو ذمہ دار سمجھا جاتا ہے اگر یہ کچھ تبلادین تو انکا احسان ہے باقی انکے ذمہ کچھ نہیں غرض مال اور اولاد ذریعہ قرب نہیں بلکہ ایمان اور نیک اعمال ذریعہ قرب ہیں میں انکے متعلق کچھ مختصر سا بیان کرتا ہون سو بعض لوگ تو ہم میں سے ایسے ہیں کہ وہ ایمان ہی کو بگاڑ بیٹھے ہیں اگرچہ انکے عمل کسی درجہ میں اچھے ہیں لیکن عقیدے بالکل ہی تباہ ہیں بہت سے لوگ پیرون سے اسقدر علاقہ رکھتے ہیں کہ خدا سے بھی اتنا علاقہ نہیں رکھتے۔ وہ ان کو ایسا سمجھتے ہیں جیسا ایک منہ چڑھا سررشتہ دار ہو کہ جو کچھ کہدیگا اسی پر دستخط ہو جاوینگے اور انکے نام پر ہنسلی چڑھاتے ہیں کہین منتین مانتے ہیں بعض نے تعزیوں کو اسقدر ضروری سمجھ رکھا ہے کہ انکا سارا دین ایمان وہی ہیں ایک شخص کہنے لگے کہ جب سے گیارہوین شریف چھوڑی ہے اسوقت سے مجھپر آفتین آنی شروع ہو گئیں لاحول ولا قوۃ میرا یہ مطلب اس سے نہیں ہے کہ بزرگونکو ثواب نہ پہنچایا کرو مطلب یہ ہے کہ اپنا عقیدہ خراب نہ کرو بلکہ اس نیت سے ثواب پہنچاؤ کہ انھون نے ہمارے ساتھ دینی احسان کیا تھا ہم انکو ثواب پہنچائیں اور یہ نیت نہ ہونی چاہئیے کہ ان سے ہمیں مال یا اولاد ملیگی اور غور کرکے دیکھو کہ اس نیت سے ثواب پہنچانا کیسی بے ادبی ہے

ہر کام کا ذمہ دار مولویون کو سمجھنا غلطی ہے

مال اور اولاد ذریعہ قرب نہیں ایمان اور نیک اعمال ذریعہ قرب ہیں

ایمان اور عمل صالح کے متعلق مختصر بیان

دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی شخص مٹھائی لیکر آوے اور پیش کرنیکے بعد کہے کہ جناب آپ سے میرا فلان کام ہے تو تمہارے دل پر کیا اثر ہوگا ظاہر ہے کہ جو خوشی اُسکے مٹھائی لانے سے تم کو ہوئی ہوگی وہ سب خاک میں ملجاویگی اور سمجھو گے کہ یہ سب خوشامد اسی غرض کیلئے تھی دوسرے جب وہ حضرات اپنی زندگی میں اس قسم کی چیزوں سے دلچسپی نہ رکھتے تھے تو اب مرنے کے بعد کیون انکو دلچسپی ہوگی تو ایمان کی درستی جب ہوگی کہ اس قسم کی ساری باتون سے توبہ کرو دوسری چیز ہے نیک اعمال اسکے متعلق یہ حالت ہے کہ بہت سے لوگ اسکو ضروری ہی نہیں سمجھتے بلکہ عقیدے درست کر لینے کو کافی سمجھتے ہین حالانکہ جب عمل نہیں تو نرے عقیدے کی درستی کیا کریگی اور جو لوگ عمل کو ضروری بھی سمجھتے ہیں تو صرف عبادات نماز روزہ وغیرہ کا کچھ خیال کر لیتے ہیں باقی آپس کے معاملات تو بالکل ہی خراب ہین مین نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہین جو متقی کہلاتے ہیں مگر اُنکے معاملات بہت گندہ ہین خدا جانے یہ کیسا تقوی ہے کہ کبھی ٹوٹتا ہی نہین گویا بی بی تمیزہ کا وضو ہے کہ بس ایک دفعہ کر کے عمر بھر کو چھٹی ہوگئی بعض لوگ ایسے ہین کہ اُنکے معاملات بھی اچھے ہین لیکن اخلاق نہایت خراب ہین نہ خدا کی محبت نہ خوف نہ صبر نہ شکر نہ خدا پر بھروسہ بلکہ انکے بجائے غرور دکھاوٹ خود پسندی حسد کینہ وغیرہ سے بھرے ہوئے ہین تو نیک اعمال مین یہ اخلاق باطنی بھی آگئے اور یہی ہے وہ چیز جسکو تصوف کہتے ہیں اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ تو تصوف نہیں بلکہ معمولی چیز ہے تو سمجھو کہ جو لوگ تصوّف کے فن مین امام ہین انکے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف یہی ہے چنانچہ تصوّف کی بڑی معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ التصوف تعمیر الظاہر والباطن **ترجمہ** ظاہر اور باطن کا سنوار لینا تصوف ہے اور باطن کے متعلق دو چیزین ہین ایک عقیدے اور دوسرے اخلاق ان سب کی اصلاح بھی قرآن مین ہے مگر صوفیہ نے اسکا نام تصوف رکھا ہے اور قرآن نے اسکو ایمان اور عمل صالح کے لفظ سے بیان کیا ہے حقیقت دونون کی ایک ہے پس تصوف کی حقیقت ایمان اور نیک اعمال ہیں اور

۱۲

پیر کی پہچان

عقیدے اور اخلاق کی درستی بھی ہمین آگئی اور یہین سے کامل پیر کی پہچان بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ اسکے اندر ایک تو ایمان خالص ہونے کی ضرورت ہے دوسرے نیک اعمال کی تیسرے اچھی عادات کی کہ اُس میں صبر ہو شکر ہو دنیا سے نفرت ہو کہ اسکی صحبت میں بیٹھنے سے بھی پاس والون کا دنیا سے جی ہٹ جاوے اور ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ اسکی طرف عوام کم متوجہ ہون اور اہل علم زیادہ متوجہ ہون ہمارے حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جس درویش پر دنیا دار زیادہ ہجوم کرین معلوم کر لینا چاہیئے کہ وہ خود بھی دُنیا دار ہے اور جسکی طرف نیک آدمی زیادہ متوجہ ہون وہ اس لائق ہے کہ دوسرونکو ہدایت کرے جب ایسا شخص ملجاوے تو اسکی صحبت اختیار کرو اور جنکو یہ سب باتین حاصل ہون ایمان بھی خالص ہو اعمال بھی نیک ہون اخلاق بھی درست ہوں اُنکے لئے خدا تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو اُنکے اعمال کا کئی گنا عوض دیا جاویگا اور وہ جنت کے محلون مین امن سے رہیں گے یعنی اس قرب کے زوال کا اُنکو کچھ کھٹکا نہ ہوگا چونکہ آجکل جاہل لوگ گمراہ کرتے پھرتے ہیں اسلئے مین نے مناسب سمجھا کہ تصوف کی حقیقت اور کاملوں کی پہچان تبلادون تاکہ لوگ ان کے پھندے سے بچ سکین اب خدا تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ وہ توفیق نیک عطا فرمادین آمین ۞

۱۴

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا سولہوان وعظ مسمےٰ بہ مقبولیت کا طریق ختم ہوا اب سترہوان وعظ انشاء اللہ تعالےٰ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوگا ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلّ الانتباہات

بعد حمد و صلوٰۃ عرض کرتا ہے احقر الورائے محمد مصطفٰے بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرم علی کہ اس زمانہ مین جسقدر دینی نفع علامہ زمان یگانۂ دور مقتدانا و مولانا حضرت شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کی تصانیف سے اہل اسلام کو پہنچا ہے محتاج بیان نہین کوئی شعبہ دین کا اب نہیں رہا جسمین حضرت کی متعدد تصانیف نہ ہون منجملہ فنون دینیہ کے علم کلام بھی ہے جو اہم اور مقدم فنون ہے کیونکہ اسکا موضوع اصول دین کا اثبات ہے اور اصول کی تقدیم اور اہمیت فروع پر ظاہر ہے اسمین بھی ضرورت تھی کہ حضرت کی کوئی مستقل اور جامع تصنیف ہو اگرچہ ایسے مضامین سے حضرت کی بعض کتابون مین بحث کیگئی ہے خاص کر مواعظ میں بکثرت ایسی ابحاث موجود ہیں لیکن متفرق مضامین سے ضرورت پوری نہیں ہوئی اور ہنوز احتیاج باقی تھی کہ ایک مستقل کتاب اس فن میں تصنیف ہو خوش قسمتی سے اُسکا بھی وقت آگیا اور کتاب الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ تالیف ہوئی جس سے یہ ضرورت بوجہ احسن پوری ہوئی اسکی وجہ تالیف خود مصنف علامہ نے بہت مشرح بیان فرمائی ہے جو آگے آتی ہے اُسکے اعادہ کی یہان ضرورت نہیں یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ یہ کتاب اگرچہ اُردو مین ہے لیکن بہت جگہ اسمیں اصطلاحی الفاظ آئے ہیں جنکے سمجھنے کیلئے اُردو دان اصحاب کی لیاقت کافی نہیں اور بعضے

مضامین فی نفسہ ایسے ادق ہین کہ بغیر ہندی کی چندی کئے موجودہ اصحاب کی سمجھ مین
نہیں آسکتے حضرت مصنف مدظلہ کا عذر اصطلاحی الفاظ کتاب میں لانے کے باب
میں ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ علم کلام کوئی معمولی فن نہین ہے یہی وہ فن ہے جسکے
ذریعہ سے حق و باطل میں تمیز ہوتی ہے اور یہی وہ فن ہے جسکے ذریعہ سے فلسفہ کی
غلطیاں پکڑی جاتی ہیں اور یہی وہ فن ہے جسکے سامنے افلاطون اور ارسطو اور بڑے
بڑے فلاسفہ طفل مکتب نظر آتے ہیں اور یہی وہ فن ہے جسکے سامنے جملہ دیگر مذاہب
کے لوگوں اور ملاحدہ اور زنادقہ سب کو سر جھکانا پڑتا ہے اور یہی وہ فن ہے جس سے
علوم وحی کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور یہی وہ فن ہے جس سے اہل اسلام کو ناز ہے
اور جسکے ذریعہ سے ہر فرقہ کے سامنے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں پھر کیا کوئی خیال
کر سکتا ہے کہ ایسے اجل اور ادق فن کی کتاب ایسی سہل ہوسکتی ہے کہ معمولی اردو خوان
اصحاب کو بھی اسکے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آوے حاشا و کلا۔ دیکھا ہوگا کہ طب اکبر
فارسی کی کتاب ہے اور اُسکے مصنف نے بالقصد سہولت کا اور طب کو عام کرنے کا
خاص اہتمام کیا ہے نام ہی انکا حکیم اوزانی ہے لیکن کیا وہ اصطلاحی الفاظ سے خالی
ہے یا اُسکو فارسی خوان اصحاب بلا مدد استاد کے سمجھ سکتے ہیں اور دیکھا ہوگا کہ تعزیرات ہند
کا ترجمہ اُردو میں ہوگیا ہے اور ترجمہ سے غرض ہی یہ ہے کہ عام فہم ہوجاوے
لیکن کیا تعزیرات ہند کو اُردو خوان لوگ بے تکلف سمجھ سکتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قانون
پڑھنے اور وکالت پاس حاصل کرنیکی کیا ضرورت ہوتی۔ ان نظائر سے بخوبی ثابت ہوتا ہے
کہ کسی فن کی کتاب اصطلاحی الفاظ سے خالی نہیں ہوسکتی جب معمولی فنون کی حالت
یہ ہے تو علم کلام کی حالت ظاہر ہے پھر طرہ یہ ہے کہ الانتباہات اس فن کی پہلی کتاب
ہے مدتون سے لوگوں کو علم کلام جدید کے مرتب ہونے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی
لیکن اسکے لئے کوئی مرد میدان نہ بنا بلکہ کسی کی سمجھ میں اسکی ترتیب بھی نہ آئی قضا و قدر
نے یہ حصہ الانتباہات کے مصنف ہی کیلئے رکھا تھا کتاب کو دیکھکر ذرا سا بھی جو علم
و شعور رکھتا ہے وہ حیرت میں رہ جاتا ہے کہ کسطرح دریا کو کوزہ میں بھرا ہے اور

حیران ہوکر یہی کہتا ہے کہ سوائے اسکے نہیں کہ جوامع الکلم کے قبیل سے ہے اور کرامت کا
مرتبہ ہی یہ چھوٹی سی ۸۰ صفحہ کی کتاب (جسکا حجم ۸۰ صفحہ کا بھی بوجہ کتابت جلی ہونیکے ہے
ورنہ نصف حجم ہوتا بلکہ اُس نصف مین بھی جو اصل مضامین ہین وہ صرف چھ سات اصول
ہین جنکے لئے صرف سات آٹھ صفحہ کافی ہین بقیہ کتاب میں سہولت کیلئے ان اصول کی
تفریعات ہین) تمام ضروری علم کلام کی ہادی ہے اور سمجھدار آدمی اسکے ذریعہ سے قریب
قریب وہی کام نکال سکتا ہے جو بڑی بڑی ضخیم کتابون سے نکلتا شبہات جدیدہ کا کوئی
فرد ایسا نہیں جسکا حل اس کتاب سے نہ ہو جاوے اسکو علم کلام سے وہی نسبت ہے
جو ایک شیشی عطر کو پھولون کے ایک تختہ سے اس صورت مین کیسے ممکن تھا کہ اصطلاحی
الفاظ اسمین نہ ہوتے یا اُن الفاظ کا حل بھی مصنف ہی کی طرف سے اسمین ہوتا کوئی حاسد
اُنکی اُردو کو جناتی اُردو کہے یا کوئی جاہل انکی زبان کو اچھا نہ بتاوے لیکن فن تصنیف
وتالیف سے مناسبت رکھنے والے اُنکی خوبی سمجھ سکتے ہیں کہ عبارت اسکی کیسی
جامع و مانع ہے اسمین اعجاز بیشک ہے مگر ایجاز مخل نہیں جس سے اداء مطلب میں
قصور رہے اور یہ علم بلاغت میں اعلیٰ درجہ کی صفت ہے کہ تھوڑنے سے الفاظ
مین مطلب کو پورا پورا ادا کر دیا جاوے یہی وہ صنعت ہے جسکی بدولت گلستان کی
مختصر اور سادی عبارت کو بہار دانش کی طویل اور رنگین عبارت پر ترجیح دیجاتی ہے
اور یہی وہ صنعت ہے جسکی وجہ سے نظم قرآنی کو تمام نظم ونثر انشاؤن سے فائق کہا
جاتا ہے اور غور سے دیکھا جائے تو راز اسکا یہ ہے کہ فطری قاعدہ ہے کہ جب
عبارت نویس الفاظ کی طرف توجہ زیادہ کرتا ہے تو مطالب اس سے چھوٹ جاتے
ہین دیکھئے قانون شیخ بھی طب کی ایک کتاب ہے اور شرح اسباب بھی طب کی ایک کتاب
ہے اس علم سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ترتیب اور تہذیب عبارت
مین جو درجہ شرح اسباب کو حاصل ہے وہ قانون کو حاصل نہین حتے کہ بعض طلبا
کہا کرتے ہین کہ شیخ کو عبارت لکہنا آتا ہی نہیں اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اداء
مطالب میں شرح اسباب کوتاہ ہے لیکن بایں ہمہ کوئی شرح اسباب کو قانون پر

ترجیح نہیں دیتا وجہ یہی ہے کہ مطالب جسطرح قانون کی سادی اور غیر مرتب عبارت میں ادا ہوتے ہیں شرح اسباب مین ادا نہین ہوئے یہ فرق ہمیشہ متقدمین فن اور متاخرین کی تصنیفات مین ہوا کرتا ہے اور دیکھئے کہ جو ترتیب اور تہذیب عبارت فقہ کی کتاب قدوری اور ہدایہ میں ہے وہ امام محمد صاحب کی کتابون میں نہیں ہے اور باوجود اسکے کوئی قدوری اور ہدایہ کو امام محمد صاحب کی کتابون پر ترجیح نہیں دیتا وجہ یہی ہے کہ ہر فن کے علمار متقدمین کو ادا مطالب کی طرف بالنسبۃ توجہ زیادہ ہوتی ہے اور متاخرین کو تہذیب اور ترتیب کیطرف اور ان دونون میں سے اصل اور اہم اور مقصود ترین ادار مطالب ہی ہے جسمین یہ زیادہ موجود ہو وہی کتاب مقبول تر ہوتی ہے دیکھیے مثنوی مولانا روم بھی اس اعتراض سے خالی نہیں کہ عبارت اسکی ایسی نگین نہیں جیسی دوسری منظوم کتابون کی ہے چنانچہ بعض شعرار کا قول ہے کہ مثنوی کی شاعری سست ہے اور یہ بات خود مولانا کو بھی محسوس ہوچکی ہے چنانچہ خود ہی اس سے عذر کیا ہے فرماتے ہیں ؎

قافیہ اندیشم و دلدار من ✣ گویدم مندیش جز دیدار من

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قافیہ بندی (عبارت آرائی) اور حقیقت شناسی (ادار مطالب) دونون جمع نہیں ہوتے یہ راز ہے الانتباہات کی عبارت کے سادہ اور بظاہر مشکل ہونے کا کہ وہ علم کلام جدید کی پہلی کتاب ہے اور مصنف مدظلہم کو اس فن میں متقدمین کا رتبہ حاصل ہے اگر اسمیں عبارت آرائی اور انشار پردازی کی طرف توجہ کیجاتی تو ادار مطالب میں ضرور کوتاہی رہتی اور سب جانتے ہیں کہ ایجاد کسی چیز کی مشکل ہوتی ہے پھر اسکو دوسرے لباس اور صورت مین لے آنا کوئی بات نہین علم کلام جدید کی ضرورت برسوں سے لوگونکو محسوس ہوتی تھی مگر کسی کا ذہن اسکی تدوین اور ترتیب کی طرف نہ پہنچا خود حضرت مصنف مدظلہ بھی عرصہ تک اسمین حیران رہے جیسا کہ دیباچہ مین تحریر فرمایا ہے بالآخر تائید غیبی نے رہبری فرمائی اور مصنف کا علیگڈھ جانا ہوا اور وہان ایک وعظ ہوا وہان سے اسکی تحریک کو قوت ہوئی اور ترتیب بھی ذہن میں آگئی (دیباچہ میں اسکا بیان مشرح ہے) چنانچہ بحمد اللہ ایسی کتاب تیار ہوگئی کہ سبحان اللہ وصل علے. نفس مطالب کما حقہ محفوظ ہوگئے

رہی تسہیل عبارت سو یہ بہت معمولی کام ہے اسکو فن سے مناسبت رکھنے والا ایک طالبعلم بھی کر سکتا ہے اسکے لئے حضرت مصنف کو تکلیف دینا تضیع اوقات ہے بالجملہ کتاب انتباہات میں حل کی ضرورت تھی یہ خدمت بعض احباب نے اس ہیچمدان کے متعلق کی احقر کی سمجھہ میں اسکی صورت یہ آئی کہ الفاظ کا حل اکثر جگہ اسطرح کیا جاوے کہ بین السطور میں اُنکا ترجمہ لکھا جاوے اور جہاں مطالب حل طلب ہوں انکی شرح عام فہم اور سلیس حاشیہ پر لکھی جاوے پھر اگر وہ مضمون مختصر ہو تو معمولی طور پر حاشیہ پر لکھا جاوے اور اگر طویل ہو تو بطور ضمیمہ ہر جگہ ورق بڑہا دئے جاویں چنانچہ اسطرح اکثر حصہ کتاب کا تحشیہ کر لیا گیا اور اتفاق سے اسی زمانہ میں علیگڈہہ جانے اور چند روز قیام کرنے کا اتفاق ہوا وہاں کالج کے طلبہ کی صحبت تھی انکو یہ حل دکہا یا گیا کیونکہ زیادہ تر انہی حضرات کے رفع شکوک کیلیے یہ کتاب لکھی گئی تھی اور انہی کی خاطر یہ حل کیا گیا انھوں نے پسند کیا اور فرمایا کہ اب واقعی یہ کتاب ہم لوگوں کے سمجھنے کے قابل ہو گئی اور کہیں کہیں اور بھی زیادہ توضیح کی ضرورت بتائی۔

5 غرض کتاب مذکور اس تحشیہ سے بہت سہل اور عام فہم ہو گئی تھی لیکن بعض مخلص اور تجربہ کار اصحاب نے فرمایا کہ طبیعتیں ابناء زمان کی ایسی سست اور دین کیطرف سے ایسی بے پروا ہو گئی ہیں کہ اتنی تکلیف گوارا کرنا بھی انکو مشکل ہے کہ کسی مضمون کے حل کو حاشیہ پر تلاش کریں اور اس تلاش سے سلسلہ تقریر کو بھی گونہ انقطاع ہو جاتا ہے اسواسطے مناسب یہ ہے کہ اصل کتاب کی تسہیل اسطرح کیجاوے کہ تمام کتاب کی عبارت عام فہم کر دیجاوے اسطور پر کہ جہاں نفس کتاب کی عبارت سہل ہو وہ بجنسہ رہے اور جہاں مشکل ہو اسکو بطور تحشیہ کے حل کیا جاوے بلکہ اس مضمون کو سہل عبارت میں کر دیا جاوے اسطرح کہ سلسلہ عبارت کا قائم رہے اس صورت میں یہ کتاب گویا ایک نئی کتاب بنجاویگی اس تجویز کو حضرت مصنف مدظلہ نے بھی پسند کیا کیونکہ اسمیں نفع تام و کمال کی اُمید ہے لیکن احقر نے عرض کیا کہ جو جامعیت اور بہت سی خوبیاں اصل کتاب میں ہیں وہ نہ رہینگی فرمایا اصل کتاب علیحدہ چھپ چکی ہے جسکا جی چاہے اسکو دیکھے اور جسکا جی چاہے اس تسہیل شدہ کو دیکھے بندہ نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہو کہ اصل کتاب بھی بجنسہ محفوظ رہے اور تسہیل بھی

ساتھ ساتھ ہو تو کیا حرج ہے صورت اسکی یہ ہے کہ اصل کتاب کی عبارت بجنسہ ہر صفحہ میں
اوپر کی سطرون میں رہے اور تسہیل کی نیچے کی سطرون مین اسکو حضرت نے اور سب نے
پسند کیا چنانچہ اس صورت سے حل کیا جاتا ہے اور نام اسکا حل الانتباہات رکھا جاتا ہے
واللہ الموفق والمعین۔ اُمور ذیل کا التزام حل الانتباہات میں کیا گیا ہے (۱) اصل کتاب
کی عبارت سے پہلے (ا) بین القوسین ہی لکھا جاویگا اور تیسیر عبارت کے پہلے
(ح) لکھا جاویگا (۲) اور خط کھینچکر بھی دونون کو الگ کر دیا جاوے گا (۳) بعض جگہ
ایسا بھی ہوا ہے کہ عبارت اصل کتاب کی بالکل واضح اور سہل ہے وہان اسکی ضرورت
نہیں سمجھی کہ ایک بار اصل کتاب کی عبارت لکھی جاوے اور ایک بار تسہیل کی کیونکہ تحصیل حاصل
اور تطویل لاطائل ہے اسواسطے وہان اصل ہی کی عبارت کو لکھا ہے ہان بعض اُن
الفاظ کا ترجمہ بین السطور یا حاشیہ پر کر دیا ہے جو ابنائے زمان کے نزدیک غیر مانوس
ہین (۴) اصل کتاب کی عبارت مین جہان اصطلاحی یا غیر مانوس الفاظ آئے ہیں انکا
ترجمہ بین السطور ہر جگہ کر دیا ہے۔

التماس

اسی اثناء میں بندہ زادہ محمد مجتبےٰ نام کا انتقال بعمر ۲۵ سال ۵ محرم ۱۳۴۷ھ
کو ہو گیا وہ بفضلہ تعالےٰ فارغ التحصیل مولوی اور جوان صالح تھا حضرت مصنف کو
بھی اُسپر بیحد شفقت تھی زمانہ علالت مین حضرت اسکو دیکھنے کیلئے کانپور سے تھانہ بھون کو
جاتے وقت باوجود بہت عدیم الفرصتی کے ایک دن کیواسطے میرٹھ تشریف لائے اور
قیام کے وقت کا اکثر حصہ اُسیکے پاس گذارا خاکسار اس کتاب کا ثواب اُسکے نام کرتا ہی
اور ناظرین سے التجا کرتا ہے کہ بندہ کو اور بندہ زادہ کو دعامیں یاد رکھیں۔ ربنا
تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین
واجعلنا للمتقین اماما۔ حضرت مصنف مدظلہ نے اصل کتاب کا نام الانتباہات المفیدہ
عن الاشتباہات الجدیدہ رکھا ہے وجہ تسمیہ الفاظ ہی سے ظاہر ہے اور پوری
توضیح وجہ تالیف کے بیان مین آتی ہے۔

الانتباہات المفیدہ

عن الاشتباہات الجدیدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) حمداً وسلاماً بالغین سابغین ط اس زمانہ مین جو بعض مسلمانونمین اندرونی دینی خرابیان عقائد کی اور پھر اُس سے اعمال کی پیدا ہوگئی ہین اور ہوتی جاتی ہیں انکو دیکھکر اسکی ضرورت اکثر زبانون پر آرہی ہے کہ علم کلام جدید مدّون ہونا چاہیئے۔

(ح) حمد بیحد اور درود نا محدود کے بعد واضح ہو کہ اس زمانہ مین جو بعض مسلمانونمین دیگر اقوام کے مقابلہ سے قطع نظر خود اپنے ہی اندر دینی خرابیان عقائد کی پیدا ہوگئی ہیں اور ہوتی جاتی ہین مثلاً کسیکو جنات کے وجود میں شکوک ہیں اور کسیکو جنت اور دوزخ کے وجود میں تامل ہے وغیرہ وغیرہ اس عقائد کی خرابی کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہی کہ اعمال میں بھی خرابی پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ جب جنت اور دوزخ کے وجود کا پورا یقین نہیں ہے تو وہ اعمال خیر کیوں کریگا جنسے جنت ملنے کی امید ہو اور ان بُرے عملوں سے کیون بچیگا جنسے دوزخ کے عذاب کا اندیشہ ہو اب یا تو وہ شخص اعمال کو بالکل چھوڑ ہی دیگا اور بُرے بھلے کی قید اُٹھا ہی دیگا یا کسی مصلحت وغیرہ پر بنا کر کے اعمال کریگا بھی تو لاپروائی اور بددلی سے کریگا اور احکام دینی میں اپنے مطلب کے موافق تحریف کرکے من سمجھوتا کرلیگا جیسا کہ آجکل نئے تعلیم یافتون مین دیکھا جاتا ہے کہ نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں اور سب اعمال شرعی میں کاہلی کرتے ہیں یہ اعمال کی خرابیاں اسی سے پیدا ہوئی ہین کہ انکے دلون میں آخرت اور جنت دوزخ ثواب عذاب کا کماحقہ یقین نہیں ہے ان عقائد اور اعمال کی خرابیونکو دیکھکر یہ بات اکثر زبانون پر آرہی ہے کہ عقائد اسلامی کے ثابت اور مدلل کرنے کی اور پورے طور سے ذہن نشین کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۱) گو یہ مقولہ علم کلام مدوّن کے اُصول پر نظر کرنیکے اعتبار سے خود متکلم فیہ ہی کیونکہ وہ اُصول بالکل کافی دافی ہین چنانچہ انکو کام مین لانے کے وقت اہل علم کو اسکا اندازہ اور تجربہ عین الیقین کے درجہ مین ہوجاتا ہی لیکن باعتبار تفریع کے اسکی صحت مسلّم ہوسکتی ہے مگر یہ جدید ہونا شبہات کے جَدید ہونے سے ہوا۔

(ح) اس فن کو جسمین اُصول دینی یعنی عقائد کی بحث ہو علم کلام کہتے ہیں اس فن کو صدیون پہلے علماء اسلام نے مرتب کیا تھا مگر آجکل کے لوگون کا خیال یہ ہے کہ یہ فن از سر نو ایجاد کرنے کے قابل ہے بلفظ دیگر اسکا مطلب یہ ہے کہ سلف کا ایجاد کردہ پُرانا علم کلام ناقص ہے اور اسمین آجکل کے شبہات کے حل نہیں ہیں لیکن اسکے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ پُرانے علم کلام سے کسیطرح ان شبہات کا حل نہیں ہوسکتا نہ اسمین ان شبہات کا فرداً فرداً ذکر ہے اور نہ ایسے اُصول و قواعد اسمین ہیں جنسے ان شبہات کے جوابات نکالے جاسکیں سو اس معنے کر تو خیال اُنکا غلط ہے حق یہ ہے کہ علم کلام قدیم میں ایسے اُصول و قواعد موجود ہین جو ہر قسم کے شبہات موجودہ و آیندہ کے حل کرنیکے لئے کافی ہیں چنانچہ انکو کام میں لانے کے وقت اہل علم کو اسکا اندازہ ہوجاتا ہے اور دیکھتی آنکھوں ثابت ہوجاتا ہے کہ کوئی شبہ کسی فرقہ اسلام کا یا کسی ملحد اور بددین کا ایسا نہیں نکلتا جسکا حل ان اُصول سے نہ کردیا جاوے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اہل اسلام سے اور دیگر مذاہب سے مناظرے ہوئے اور کبھی کوئی پیش نہ لیجا سکا ہان یہ خیال انبار زمان کا کہ پُرانے علم کلام میں شبہات جدیدہ کا حل نہین ہے صرف اس معنے کر قابل تسلیم ہوسکتا ہے کہ علم کلام قدیم میں نئے شبہات سے فرداً فرداً بحث نہیں کیگئی ہے لہذا ضرورت ہے کہ اب علم کلام کو اسطرح بنایا جاوے کہ ان شبہات سے فرداً فرداً بحث ہو اسیکو علم کلام جدید کہا جاوے گا مگر یہ ظاہر ہے کہ اس صورت میں بھی اس علم کلام کو جدید کہنا صرف اس اعتبار سے ہوگا کہ اُس میں جدید شبہات کا ذکر ہے ورنہ درحقیقت ان شبہات کے جوابات تو اسی علم کلام قدیم سے دئے جاوینگے کسی نئے اُصول کے ایجاد کی ضرورت نہیں۔

(باقی آئندہ)

یعنی جب اس دریا کا کنارہ بھی نہیں ہے تو لب مت کھولو بند کرلو یہ دریا تھا تو بے لب و ساحل کے ہے تو جب اسکی کہیں انتہا ہی نہیں ہے لہذا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

این سخن پایان ندارد باز گرد
سوئے فرعون مدمغ تا چہ کرد

یعنی یہ بات تو کہیں انتہا نہیں رکھتی ہے تو اب تم اُس فرعون دماغ دار کی طرف واپس ہو کہ اُس نے کیا کیا بس یہان سے انتقال فرماکر اُسکی حکایت کو بیان فرماتے ہین

شرح حبیبی

چونکہ موسیٰ بازگشت و قوم او بماند
اہل رائے و مشورت را پیش خواند

مجتمع گشتند بفشردند پائے
ہر کسے کردند عرض فکر و رائے

عاقبت ہامان بے سامان دون
رائے پیش آورد گفتش ہمچنون

کاے شہ صاحب ظفر چون غم فزود
ساحران را جمع باید کرد زود

در ممالک ساحران داریم ما
ہر یکے در سحر فرد و پیشوا

مصلحت آنست کز اطراف مصر
جمع شان آرد شہ و صراف مصر

او بسے مردم فرستاد آن زمان
در نواحے بہر جمع جادوان

ہر طرف کہ ساحرے بد نامدار	کرد پران سوے او دو مرد کار
دو جوان بودند ساحر مشتہر	سحر ایشان در دل مہ مستمر
شیر دوشیدہ ز شیران تسکار	در سفرہا رفتہ بر خمے سوار
شکل کرباسے نمودہ آفتاب	او بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب
سیم بردہ مشتری آگہ شدہ	دست از حسرت برخہا بر شدہ
صد ہزاران ہمچنین در جادوئی ۱۹۴	بودہ استاد و نہ بودہ چون روی
چون بر ایشان آمد این پیغام شاہ	کز شما شاہ است اکنون چارہ خواہ
از پئے آن کہ دو درویش آمدند	بر شہ و بر قصر او موکب زدند
نیست با ایشان بغیر یک عصا	کہ ہمی گردد بامرش اژدہا
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند	زین دو کس جملہ بافغان آمدند
چارہ جویان بندہ را پیش شما	شاہ از آن ارسال فرمودست تا

چارۂ سازید اندر دفع شان گنجہا بخشند عوض شہ بیکران

آن دو ساحر را چو این پیغام داد ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد

عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت سر بہ زانو بر نہادند او شگفت

چون دبیرستان صوفی زانو ست حل مشکل را دو زانو جادو ست

۱۹۵

جب موسے علیہ السلام تشریف لے گئے اور فرعون رہگیا تو اس نے اہل الرائے وقابل مشورہ لوگونکو اپنے حضور میں طلب کیا جب سب لوگ مجتمع ہوگئے اور اطمینان سے بیٹھے تو فرعون نے معاملہ کو پیش کیا اسپر سب لوگون نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی بالآخر پاجی ہامان بے سامان نے یہ رائے پیش کی اور یون اسکو رہنائی کی کہ اے فتحمند شہنشاہ جبکہ تفکر بہت بڑھگیا ہے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ فوراً جادوگروں کو جمع کیاجاوے ہمارے ملک میں بہت سے جادوگر ہین جنمیں سے ہر ایک یکتائے روزگار اور اپنے فن کا امام ہے بس اب مشورہ یہی ہے کہ اطراف مصر سے حضور جو حاکم مصر ہین انکو جمع کرلیں یہ سُنکر اُس نے جادوگرون کے جمع کرنے کے لئے فوراً چاروں طرف آدمی دوڑادے اور جس طرف کوئی مشہور جادوگر تھا اُسکے پاس اُس نے بجائے ایک کے دو آدمی بھیجے دو جوان بہت مشہور جادوگر تھے جن کا جادو چاند کے دلبر چلتا تھا وہ اپنے جادو کی قوت سے شکاری شیروں کا دودھ نکالتے تھے اور شکے پر سوار ہوکر سفر کرتے تھے اور جادو سے دہوپ کو کپڑا ظاہر کرکے ناپ کر بیچڈالتے اور زرثمن اڑالیجاتے تھے جب مشتری اس دہوکہ پر مطلع ہوتا تو افسوس سے اپنا منہ پیٹ لیتا تھا اسی قسم کے اور لاکھون فن جادوگری میں اُستاد کامل تھے اور حرف ردی کیطرح

کسی کے تابع نہ تھے جب اُنکے پاس بادشاہ کا یہ پیغام پہنچا کہ جہان پناہ چاہتے ہیں
کہ تم مصیبت کے دفع کی کوئی تدبیر کرو اسلیئے کہ دو فقیر آئے ہیں اور انھون نے بادشاہ
اور انکے قلعہ اور اسکی سپاہ پر حملہ کیا ہے انکے پاس کچھ نہیں ہے بجز ایک لاٹھی کے
جو انکے حکم سے اژدہا بنجاتی ہے ان دو شخصون سے بادشاہ اور اسکی سپاہ عاجز ہوگئی
ہے اور تمام لوگ چلا اُٹھے ہیں بادشاہ نے اس احقر کو آپکی خدمت میں چارہ جوئی کیلیئے
اور اس سئے بھیجا ہے تاکہ آپ انکو دفع کرنے کی کوئی تدبیر کریں اگر آپ ایسا کرینگے
تو بادشاہ سلامت آپکو اُسکے عوض میں بہت سا انعام دینگے۔ جب یہ پیغام ان دو
مشہور ساحرون کے پاس پہنچا تو اُنکے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف
سے کچھ خوف اور کچھ محبت پیدا ہوگئی اور جبکہ مجانست فطری یا موسیٰ علیہ السلام کی
آگ بھڑکی اور بوجہ استعداد ایمانی کے اُنکو اُنکی طرف میلان ہوا تو تحیر سے زانو پر سر رکھ لیا
اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہیئے آیا اُن سے مقابلہ کیا جاوے یا نہیں اب مولانا فرماتے
ہیں کہ چونکہ صوفی کا مکتب گھٹنا ہی ہے اور اسکو جو علوم و معارف حاصل ہوتے ہیں وہ ۱۹۶
عام طور پر اسی پر سر رکھکر مستغرق ہونے سے ہوتے ہیں لہذا یون کہنا چاہیئے کہ حل مشکل
کے لئے تو گھٹنا تو جادو کی خاصیت رکھتا ہے کہ جب اسپر سر رکھکر آدمی نے غور
کیا تو اکثر کوئی نہ کوئی بات سمجھ مین آہی جاتی ہے اسلیئے انھون نے گھٹنوں پر سر رکھکر
سوچنا شروع کیا اور تدبیر انکی سمجھ میں بھی آگئی۔

شرح شبیری

فرعون کا شہر و نمین جادوگرونکی تلاش کیلیئے قاصد روانہ کرنا

چونکہ موسیٰ بازگشت و او بماند اہل رای و مشورت را پیش خواند

یعنی جبکہ موسےٰ علیہ السّلام واپس تشریف لے آئے اور وہ برگھیا تو اہل رائے اور مشورہ کو سامنے بلایا۔

مجتمع گشتند و بفشردند پائے
ہر کسے کردند عرض فکر و رائے

یعنی سب جمع ہو گئے اور ثابت قدم ہو گئے اور ہر شخص نے اپنی فکر اور رائے کو پیش کیا

عاقبت ہامان بی سامان و دون
رائے پیش آورد و گردش رہنمون

یعنی آخر میں ہامان بے سامان اور کمینہ نے رائے پیش کی اور اُس (فرعون) کی رہنمائی کی بولا کہ۔

کای شہ صاحب ظفر چون غم فزود
ساحران را جمع باید کرد زود

۱۹۷

یعنی کہ اسے بادشاہ صاحب ظفر جب غم بڑھ گیا (یعنی یہانتک یہ لوگ بڑھ گئے ہیں تو اب) ساحروں کو جلدی ہی جمع کرنا چاہیئے۔

در ممالک ساحران داریم ما
ہر یکے در سحر فرد و پیشوا

یعنی ممالک میں ہم ایسے ساحرین رکھتے ہین جو کہ ہر ایک سحر میں فرد و پیشوا ہے۔

مصلحت آنست کز اطراف مصر
جمع آردشان شہ و صراف مصر

یعنی مصلحت یہ ہے کہ اطراف مصر میں سے بادشاہ جو کہ مصر مین تصرف کرنیوالا ہے جمع کرلے بس یہ رائے پیش کی پیش کرنا تھا کہ قبول ہو گئی اور اسپر نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ

او بسے مردم فرستاد آن زمان
در نواحے بہر جمع جادوان

یعنی اُس نے بہت سے آدمی اسی وقت ہر طرف جادوگروں کے جمع کرنے کو روانہ کر دئے۔

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار   کرد پّران سوئے او دو پیک کار

یعنی جس طرف کہ کوئی ساحر نامدار تھا اُس نے اُسی طرف کو دو کام کے قاصد روانہ کر دیئے

دو جوان بودند و ساحر مشتہر   سحر ایشان در دل شہ مستمر

یعنی دو جوان تھے جو کہ مشہور ساحر تھے اور انکا سحر بادشاہ کے دل میں قوی تھا یعنی بادشاہ انکا بہت معتقد تھا مستمر مرّہ سے ہے یعنی قوی اُنکے سحر کی یہ حالت تھی کہ۔

شیر دوشیدہ ز شیران شکار   در سفر ہا رفتہ بر خمے سوار

یعنی شکاری شیروں کا دودھ نکال لیتے تھے اور مٹکے پر سوار ہو کر سفر میں جاتے تھے (کہ اُنکے سحر سے وہ مٹکا چلتا تھا)

۱۹۸

شکل کرباسے نمودہ ماہتاب   آن بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب

یعنی چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھا کر اسکو ناپ کر جلدی سے فروخت کرتے تھے ایک قسم کا جادو ہوتا ہے کہ اُس سے چاندنی زمین پر ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا کپڑا پھیلا ہوا ہے ساحر اُس کپڑے موہومہ کو ناپ کر مشتری کے حوالہ کرتا ہے وہ کپڑا خیال کر کے اسکو خرید لیتا ہے جب گھر پہنچے تو کچھ بھی نہیں تو یہ دونوں اسقدر بڑے ساحر تھے کہ ایسا سحر کیا کرتے تھے۔

سیم بردہ مشتری آگہ شدہ   دست از حسرت برخہا بر زدہ

یعنی (فروخت کر کے) روپیہ لیجاتے تھے (اور جب) مشتری آگاہ ہوتا تھا تو حسرت کیوجہ سے ہاتھ منہ پر مارتے تھے یعنی پھر مشتری افسوس کرتے تھے کہ روپیہ سب گیا تو وہ دونوں ایسے بڑے ساحر تھے آگے فرماتے ہیں کہ۔

صد ہزاران ہمچنین در جادوئی بودہ منتشی و نہ بودہ چون روی[ع]

یعنی جادوگری میں لاکھوں اسیطرح سے موجد تھے اور روی کیطرح نہ تھے روی قافیہ کے اخیر حرف کو کہتے ہیں چونکہ وہ تابع ہوتا ہے قافیہ کے اسلیئے یہاں مراد محض تابع ہے مطلب یہ کہ سحر میں وہ کسی کے تابع نہ تھے بلکہ خود موجد اور ماہر تھے۔

صد ہزاران جادوئیہا جنس این بودہ ایشان وا ہمہ دیدہ مبین

یعنی لاکھوں جادوگریاں اس جنس کی اُنکے لئے سب آنکھونکی دیکھی ہوئی تھیں مطلب یہ کہ اُن کی اِن جادوگریوں کو سب کھلم کھلا جانتے تھے تو بادشاہ نے انکو بھی بلایا۔

چون بدایشان آمد آن پیغام شاہ کز شما شاہ است اکنون چارہ خواہ

یعنی جب اُنکے پاس وہ بادشاہ کا پیغام پہنچا کہ تم سے اب بادشاہ مدد چاہتا ہے۔ ۱۹۹

از پئے آن کہ دو درویش آمدند بر شہ و بر قصر او موکب زدند

یعنی اس وجہ سے کہ دو درویش آئے ہیں انھوں نے بادشاہ اور اسکے محل پر لشکر زنی کی ہے

نیست با ایشان بغیر یک عصا کہ ہمی گردد بامرش اژدہا

یعنی اُنکے ساتھ بجز ایک عصا کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اُنکے حکم سے اژدہا بنجاتا ہے۔

شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند زین دو کس جملہ بافغان آمدند

یعنی باشاہ اور لشکر سب لاعلاج ہوگئے ہیں اور ان دو شخصون سے سب فغان میں آگئے ہیں

ع الروی ہو الحرف الذی تنتہی علیہ القصیدۃ وتنسب الیہ فیقال لامیۃ او میمیۃ وقیل الاولی ان یفسر الروی بالحرف الاخیر من القافیۃ او الفاصلۃ ۱۲ کشاف اصطلاحات الفنون۔

چارہ جویان بندہ را پیش شما شاہ ازان ارسال فرمودہ است تا

یعنی بندہ کو بادشاہ نے تمہارے پاس چارہ جو کرکے اسلئے بھیجا ہے تاکہ۔

چارۂ سازید اندر دفع شان گنجہا بخشد عوض شہ بیکران

یعنی اُنکے دفع کے لئے تم کوئی علاج کرو تو اسکے عوض میں بادشاہ بے انتہا خزانہ بخشیگا

چارۂ مے باید اندر ساحری تا بود کہ زین دو ساحر جان بری

یعنی ساحری میں کوئی ایسا علاج چاہیئے تاکہ موسے ان دونوں ساحروں سے جان بری

آن دو ساحر را چو این پیغام داد ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد

۴۰۰ یعنی ان دونوں ساحروں کو جب اس نے یہ پیغام دیا تو دونوں کے دل میں خوف اور محبت (دونوں) پڑیں یعنی موسے علیہ السلام کی محبت بھی ہوئی اور اُنکی ہیبت بھی ہوئی

عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت سر بزانو بر نہادند از شگفت

یعنی جنسیت کی رگ نے جو ہلنا شروع کیا تو انھوں نے تعجب سے سر زانو پر رکھ لیا مطلب یہ کہ چونکہ یہ مسلمان ہونے والے تھے اسلئے اُنکے اندر موسے علیہ السلام سے ایک تعلق موجود تھا نام سنتے ہی محبت نے جوش کیا تو یہ اس فکر میں ہوئے کہ آخر یہ محبت کیوں ہو رہی ہے یہ اس حیرت میں سوچنے لگے اور سر بزانو ہو کر بیٹھ گئے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

چون دبیرستان صوفی زانو ست حل مشکل را دو زانو جادو ست

یعنی جبکہ صوفی کا مکتب زانو ہیں۔ حل مشکل کے لئے دو زانو جادو ہیں مطلب یہ کہ صوفی لوگوں کو

(باقی آئندہ)

الحديث انه ليغان
على قلبي فاستغفر الله في
اليوم والليلة سبعين مرة
مسلم من حديث الاغر المزني
الا انه قال في اليوم مائة
مرة وكذا عند ابي داؤد .
وللبخاري من حديث
ابي هريرة اني لاستغفر الله
في اليوم اكثر من سبعين مرة
وفي رواية البيهقي في الشعب
سبعين لم يقل اكثر **ف** فيه
طريان التغيرات
على المنتهي ايضا تغيرا
يليق بشانه فلا
يتضجر السالك
منها ما لم تفض
الى المعصية -

حدیث میرے قلب پر کبھی ابغار چھا
جاتا ہے سو شب و روز میں ستر بار استغفار کرتا
ہوں روایت کیا اسکو مسلم نے اغر مزنی کی حدیث
سے مگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ دن بھر میں سو بار
(استغفار کرتا ہوں) اور اسیطرح ابوداؤد کے
یہاں ہے اور بخاری کے یہاں ابوہریرہ کی
حدیث سے یہ ہے کہ میں استغفار کرتا ہوں دن بھر
میں ستر بار سے زیادہ اور بیہقی کی روایت میں
شعب میں ستر ہے یہ نہیں کہ کہا کہ ستر سے
زیادہ **ف** اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ
منتہی پر تغیرات طاری ہوتے ہیں جو اوسکی
شان کے مناسب ہوتے ہیں سو سالک کو اون سے
تنگدل نہ ہونا چاہیئے جبتک وہ معاصی تک
نہ پہونچاویں (اور افضار الی المعصیت اختیاری
ہے جس سے بچنے کی قدرت ہے) اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ تغیر دوسرے سالکین کے تمکین سے
بھی ارفع ہے مگر آپ کے تمکن کے مقابلہ میں تغیر ہے

97 — طریان التغیرات علی الکامل — طاری ہونا تغیرات کا کامل پر

الحديث حديث
ابي سعيد الخدري
وغيره من
الصحابة انكم

حدیث ابوسعید خدری کی اور دوسرے
صحابہ کی حدیث کہ تم لوگ ایسے اعمال کرگذرتے
ہو کہ وہ تمھاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ باریک
ہیں (یعنی تم اونکو بہت خفیف سمجھتے ہو) (اور

تعملون اعمالا
هي ادق في اعينكم
من الشعر كنا
نعدها على
عهد رسول
الله صلى الله
عليه وسلم من
الكبائر احمد و
البزار بسند صحيح
وقال من الموبقات
بدل الكبائر
ورواه البخاري
من حديث
انس واحمد
والحاكم من حديث
عبادة ابن قرص
وقال صحيح الاسناد
ف فيه اصل
لتدقيقات الصوفية
في الاعمال
وهو غير التعمق

ہم اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں کبائر میں سے سمجھتے تھے روایت کیا اسکو
احمد اور بزار نے سند صحیح سے اور بجائے
کبائر کے یہ کہا کہ مہلکات سے سمجھتے تھے اور
روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت انس
کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے عبادۃ بن
قرص کی حدیث سے اور اسکو صحیح الاسناد
کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے صوفیہ
کی اس طریق کی کہ وہ اعمال میں بال کی
کھال نکالتے ہیں اور تدقیق مغائر ہے تعمق
کے (جسکی نہی آئی ہے) کیونکہ تدقیق میں
تو وہ حدود محفوظ رہے جاتے ہیں جو
لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں (اس لئے
وہ اسکو تشدد سمجھتے ہیں) اور تعمق میں حدود
سے تجاوز ہوجاتا ہے اور وہ حدود سب کے
ظاہر (اور سبکو معلوم) ہوتے ہیں (پس
تدقیق مذکور تو مطلوب اور کمال تقوی ہے اور
تعمق غلو فی الدین اور بدعت ہے تدقیق
کی مثال کوئی چیز رستہ میں گر پڑے اور
اسکو خود اٹھالے کسی اور سے فرمائش اوٹھانے
کی نکرے اس احتمال سے کہ دوسرے کا

٩٨

الفرق بين التدقيق والتعمق
(فرق درمیان تدقیق و تعمق)

فان فی الاول
حفظ الحدود
المخفیة عن
اعین الناس
وفی الثانی
التجاوز عنها
مع ظهورها
علیهم

حرج یا اونکو گرانی ہو حضرات صحابہ کا بھی
معمول تھا تعمق کی مثال جیسے گھر اپنی ملک کا
کھانا کھانے بیٹھا اور کھانا کم پڑ گیا۔ اور گھر
والوں سے مانگا نہیں کہ مشابہ ہے سوال کے
چنانچہ میں نے ایک متقی کو جو کہ اس غلطی میں
مبتلا تھے متنبہ کیا بلکہ اسمیں ایذا پہونچانا ہے
گھر والوں کو جبکہ اونکو اسکی اطلاع ہوگی کہ
باوجود حاجت کے مانگا نہیں)

الحدیث الدنیا مزرعة
الآخرة لم اجده بهذا
اللفظ مرفوعا وروی
العقیلی فی الضعفاء وابوبکر
بن لال فی مکارم الاخلاق
من حدیث طارق بن
اشیم نعمت الدار
الدنیا لمن تزود منها
لآخرته الحدیث واسناده ضعیف
ف مدلوله ظاهر من
کون الدنیا غیر مقصودة
بذاتها ومن کونها مقصودة
للآخرة فاهل الدنیا

حدیث - دنیا جائے زراعت ہے
آخرت کی مجکو اس لفظ کے ساتھ مرفوعا نہیں
ملی اور عقیلی نے ضعفاء میں اور ابوبکر بن لال
نے مکارم اخلاق میں طارق بن اشیم کی حدیث
سے روایت کی ہے کہ دنیا اچھا مقام ہے
اوس شخص کے لیے جو اس سے آخرت کے
لیئے سامان جمع کرے (پس بالمعنی ثابت ہے)
اور اسناد اسکی ضعیف ہے **ف** مدلول اسکا
ظاہر ہے کہ دنیا بالذات تو مقصود نہیں مگر
آخرت کے لیئے مقصود ہے۔ پس اہل
دنیا کو تو پہلی بات کی خبر نہیں اس لیئے
اوسکو مقصود بالذات بنائے ہوئے ہیں)
اور تارکین دنیا میں جو زاہد ہیں اون کو دوسری

۹۹

بفی خفاء عن الاول والزاهدون
من التارکین بها فی خفاء
عن الثانی والعارفون
عالمون بهما۔

الحدیث سبقت
رحمتی غضبی مسلم من
حدیث ابی هریرۃ **ف**
فیه ما علیه المحققون
من غلبة التبشیر
والتیسیر علیهم

الحدیث الترمذی وصححه
والنسائی فی الکبری وابن ماجه من حدیث
سعد بن ابی وقاص وقال قلت
یا رسول الله ای الناس اشد بلاء
فذکره دون ذکر الاولیاء وللطبرانی
من حدیث فاطمة اشد الناس
بلاء الانبیاء ثم الصالحون الحدیث
ف فیه کون البلاء من الرضا
من علامات الولایة وتری
اکثر الاولیاء مبتلین اما بالمرض
واما بالعدو۔

بات کی خبر نہیں (اس لیئے وہ اس کے ترک میں مبالغہ کرتے ہیں) اور عارفین کو دونوں باتوں کی خبر ہے (اسلئے وہ اس اعانت فی الآخرت کا کام لیتے ہیں اور علی الاطلاق اوس سے نفور نہیں)

حدیث۔ (قدسی) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے **ف** اس میں اصل ہے محققین کے مذاق کی کہ اونپر اس کا غلبہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو بشارت اور آسانی کی باتیں بتلایا کرتے ہیں (کہ مشاہدہ رحمت سے یہ مذاق پیدا ہو جاتا ہے)

حدیث۔ ترمذی نے مع تصحیح روایت کیا اور نسائی نے کبری میں اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون شخص اشد ہیں بلاء میں پس اس حدیث کو ذکر کیا مگر اوسمیں اولیاء کا ذکر نہیں ہے (صرف یہی ہے کہ سب سے زیادہ اشد بلاء میں انبیاء ہیں اور طبرانی کے یہاں فاطمہ کی حدیث سے یہ ہے کہ سب سے زیادہ بلاء میں حضرات انبیاء ہیں پھر صالحین ہیں (صالحین بھی مرادف اولیاء کا ہے) **ف** اسمیں بلاء کا جو کہ مع الرضا ہو علامات ولایت سے ہونا مذکور ہے اور تم اکثر اولیاء کو دیکھوگے کہ مبتلا ضرور ہوتے ہیں خواہ کسی مرض میں خواہ کسی مخالف کی مخالفت میں

غلبۃ التبشیر — تبشیر

۱۰۰

کون البلاء من علامات الولایۃ — ہونا بلا کا از علامات ولایت

(باقی آئندہ)

(۶۸) خانصاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتوی نے فرمایا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی قلب کے اندر جو نہایت باریک چور ہوتے ہین ان سے خوب واقف تھے۔

حاشیہ حکایت (۶۸) قولہ نہایت باریک چور **اقول** تو اپنے وقت کے غزالی بھی تھے (**شت**)

(۶۹) خانصاحب نے فرمایا کہ ایک روز مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب نے مجھ سے اور مولانا نانوتوی سے فرمایا کہ کل کو ہم مولوی محمد یعقوب صاحب کے پاس چلیں گے اور ان سے نسبت صلوۃ اور دورہ تادریہ حاصل کرینگے چنانچہ اگلے دن حاجی صاحب اور مولانا نانوتوی تو تشریف لے گئے مگر مجھے یاد نہ رہا تھا اسلئے مین رہگیا جب وہان سے تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ میان تم کہان رہ گئے تھے مین نے نسیان کا عذر کیا آپ نے وہ دونون باتیں مجھے تعلیم کیں۔

حاشیہ حکایت (۶۹) قولہ حاصل کرینگے **اقول** بڑا ہی کمال ہے اپنے مریدون کو ساتھ لیجا کر کسی بزرگ سے کچھ حاصل کرنا (**شت**)

۸۵

(۷۰) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی کی طبیعت علیل تھی اور مین آپکے پاس اکیلا تھا اور پاؤن دبا رہا تھا یہ زمانہ وہ تھا جس زمانہ میں براہین قاطعہ شائع ہوئی تھی اور اسپر لوگون مین شورش ہورہی تھی حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہین اور مجھے سامنے کھڑا کیا ہے اور مجھ سے امتحاناً سو مسئلے پوچھے اور سو کے سو کا میں نے جواب دیدیا ہے اور آپنے سب کی تصویب فرمائی اور نہایت مسرور ہوئے اُسکے بعد فرمایا کہ اس روز سے میں نہایت خوش ہون اور سمجھتا ہون کہ اگر سارے عالم میرے خلاف ہونگے تو انشاء اللہ حق میرے ہی جانب ہوگا۔

حاشیہ حکایت (۷۰) قولہ سارے عالم **اقول** اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مولاناؒ کے نزدیک کثیر کے مقابلہ میں واحد حق پر ہوسکتا ہے مولانا سے عقیدت رکھکر کوئی اسکے خلاف کا قائل ہو وہ اس سے محجوج ہے (**شت**)

(۱۷) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ سید صاحب
مولوی عبدالحئی صاحب شاہ اسحٰق صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی اسمٰعیل صاحب یہ حضرات
سب کے سب متحد اور یک جان اور قوالب متعدد تھے جب شاہ عبدالعزیز صاحب کا
انتقال ہو گیا تو سب کو خیال ہوا کہ شاہ صاحب کا جانشین کسکو بنایا جاوے مولوی اسمٰعیل
صاحب شاہ اسحٰق صاحب سے تیرہ برس بڑے تھے اور مولوی محمد یعقوب صاحب دس[عـ۵]
برس اور سید صاحب آٹھ برس ان سب کی رائے ہوئی کہ شاہ اسحٰق صاحب کو جانشین
قرار دیا جاوے اور یہ طے ہو گیا کہ مدرسہ کے اندر صدر پر شاہ محمد اسحٰق صاحب بیٹھیں اور
کوئی نہ بیٹھے اور مدرسہ سے باہر جس طرح چاہیں بیٹھیں پس ان حضرات کا یہی معمول تھا
کہ مدرسہ میں صدر پر شاہ صاحب بیٹھتے اور دوسرے لوگ خواہ سید صاحب ہوں یا
مولوی عبدالحئی صاحب سب آپ کے سامنے باادب بیٹھتے اور مدرسہ سے باہر سید
صاحب صدر پر ہوتے تھے اور اگر وہ نہ ہوتے تھے تو مولوی عبدالحئی صاحب صدر پر
ہوتے تھے اور شاہ اسحٰق صاحب اور دوسرے لوگ انکے سامنے باادب بیٹھتے تھے ۴۶
اور مولوی اسمٰعیل صاحب نہ مدرسہ میں صدر ہوتے تھے نہ مدرسہ سے باہر۔

حاشیہ حکایت (۱۷) قولہ جانشین قرار دیا جاوے **اقول** اسوقت
اسمیں مصالح دینیہ ہونگے اور اب تو محض رسم مفاسد سے پُر رہ گئی ہے اسلئے نہ اوّل کو
ثانی پر عدم جواز میں اور نہ ثانی کو اول پر جواز میں قیاس کیا جاوے **قولہ** سب آپ کے
سامنے **اقول** کیا انتہا ہے اس بے نفسی کا **قولہ** نہ مدرسہ میں صدر **اقول** اے
خوشا سرو کہ از بند غم آزاد آمد (**شت**)

[عـ۵] حکایت (۱۱) مین القاب سے اور حکایت (۵۵) میں صریح الفاظ سے شاہ محمد اسحٰق صاحب کا بڑا ہونا مذکور ہے اور یہاں اسکا عکس ذہن میں امر اول ہی تہا پھر اس تعارض کو دیکھکر حضرت مولانا عبدالعلی صاحب سے بواسطہ حافظ محمد عثمان تحقیق کیا گیا امر اول ہی صحیح ہے اس مقام پر کچھ سہو ہوا ہے خواہ وہل راوی کو خواہ کاتب کو چونکہ دوسرے سب حضرات مذکورین مقام بڑے تھے تغلیباً ان کا ہی شمار ان میں بلا قصد ہو گیا مراد یہ ہوگی باوجودیکہ مولانا محمد یعقوب صاحب کو بھی کسی دوسری وجہ سے ترجیح ہوگی مثلاً انکا مصلحت اندیش ہونا جیسا آئندہ حکایت (۳۷) کے اخیر سے سفارش نکرنیکی مصلحت فرمانیسے معلوم ہوتا ہے مگر پھر بھی انکو منتخب نہیں کیا گیا ۱۲ **اشرف علی**۔

(۲۷) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی فرماتے تھے کہ شاہ اسحٰق صاحب کے
ایک شاگرد اجمیر میں رہا کرتے تھے اور وہاں مواعظ کے ذریعہ سے اشاعت دین
کرتے تھے انھوں نے حدیث لاتشدوا الرحال کا وعظ کہنا شروع کیا اور لوگوں
پر اثر بھی ہوا اتفاق سے شاہ اسحٰق صاحب کا اس زمانہ میں قصد ہجرت ہو گیا جب شاہ
صاحب کے قصد کی انکو اطلاع ہوئی تو انھوں نے شاہ صاحب کو لکھا کہ جب جناب
عازم سفر ہجرت ہوں تو اجمیر نہ تشریف لاویں کیونکہ میں لاتشدوا الرحال کا وعظ کہہ رہا
ہوں اور لوگ راہ پر آچلے ہیں آپکی تشریف آوری سے جو کچھ اثر ہوا ہے اسکے غتربود
ہو جانے کا اندیشہ ہے شاہ صاحب نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں اجمیر کے
قصد سے نہ آونگا لیکن چونکہ اجمیر راستہ میں پڑے گا اور خواجہ صاحب ہمارے مشائخ
میں ہیں اسلئے مجھ سے نہ ہو سکے گا کہ میں بلا حاضر ہوئے بالا بالا چلا جاؤں ہاں جب
میں آؤں تم وعظ کہنا اور وعظ میں بیان کرنا کہ اسحٰق نے غلطی کی جو وہ اجمیر آیا اسکا فعل حجت
نہیں اور میرے سامنے کہنا اور یہ خیال نہ کرنا کہ شاید مجھکو ناگوار ہو مجھے ہرگز ناگوار نہ ہوگا اور میں اقرار کر لونگا
کہ واقعی میری غلطی ہے اس سے وہ ضرر دفع ہو جاویگا جسکا تم کو اندیشہ ہے اور شاہ
صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ یہ مجاور اور قبر پرست ہمارے رقیب ہیں رقیبوں کے
ڈر سے محبوب کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

حاشیہ حکایت (۲۷) قولہ وعظ میں بیان کرنا الخ **اقول** کیا
انتہا ہے اس محبت دین و نصح مسلمین کا کہ اپنی شان کو اسپر بالکل نثار کر دیا حالانکہ اس
مقام میں علاوہ اس جواب کے کہ حدیث کے کیا معنے ہیں کہ یہ جواب تو خلاف مصلحت
و تقیہ تھا دوسرا سہل جواب یہ ہو سکتا تھا کہ ہم خاص اس قصد سے نہیں آئے آگے
جاتے ہوئے ٹھیر گئے مگر اسکو بھی پسند نہیں کیا کہ ہر شخص ایسا بہانہ کر سکتا ہے وہ
جواب تجویز کیا جس میں شغب بالکل ہی قطع ہو گیا گو اپنا جاہ بھی قطع ہو گیا **(اشرف)**

(۲۸) خانصاحب نے فرمایا کہ چار شخص شاہ صاحب کے خاندان میں بہت سخی
تھے ایک شاہ رفیع الدین صاحب انکی نسبت سید احمد خان نے لکھا ہے کہ انکا

۸۷

کیسہ زر ہمیشہ خالی رہتا تھا جو یہ مکان سے باہر چبوترہ پر بیٹھا کرتے تھے اور اس پر
فرش نہ ہوتا تھا بلکہ صرف چٹائی ہوتی تھی اور کبھی چٹائی بھی دیدیتے تھے اور خالی زمین
پر بیٹھتے تھے سارے محلے کی عورتوں کا کام کیا کرتے تھے میرے اُستاد میانجی محمدی
صاحب فرماتے تھے کہ ایک روز شاہ صاحب عورتوں کا سودا خریدنے گئے چونکہ
سودے مختلف اور متعدد تھے اسلئے اوّل انھوں نے سودے رومال میں باندہے
جب رومال میں گنجایش نہ رہی تو کرتہ میں رکھے جب اس میں بھی گنجایش نہ رہی اور ایک
سودا باقی رہگیا تو اسے ٹوپی میں لے لیا میں نے عرض کیا کہ حضرت وال مجھے دیدیجئے
اور ٹوپی خالی کر کے اوڑھ لیجئے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں مُسلمان کی ہر چیز کام مین
آنی چاہیئے۔ دوسرے سخی مولانا شاہ اسحٰق صاحب تھے جب یہ اجمیر پہونچے اور مجاور
انکے پیچھے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اسوقت تم ہمارے پاس نہ آؤ ہم پہلے زیارت کرلیں
جب زیارت کر کے اپنی قیام گاہ پر پہونچیں اسوقت ہمارے پاس آنا مجاوروں نے
ایسا ہی کیا اور آپکے قیام گاہ پر پہونچے اسوقت آپ نے مجاوروں کو بلا گنے ہوئے
اور لپیں بھر بھر کے روپئے دیئے یہ دیکھکر مجاروں نے کہا کہ ان کو کون وہابی کہتا ہے
ایسا تو اب تک بھی کوئی نہیں آیا صرف فلاں بیگم آئی تھی سو اس نے بھی اتنا نہیں دیا تھا
یہ تو انکا اپنے ذاتی روپے کے ساتھ برتاؤ تھا اور اگر کوئی درخواست کرتا کہ حضرت
فلان شخص سے میری سفارش کردیجئے تو آپ بے تکلف سفارش کرتے تھے۔
چنانچہ فرخ آباد والے نواب کو ایک سال میں ایک ہزار سفارشی خط لکھے اور اُس نے
ہر خط کی تعمیل کی آخر مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضرت کے سفارشی والا نامے اس سال
ایک ہزار پہنچے ہیں اسپر آپ نے فرمایا کہ واقعی آپ کو بہت تکلیف ہوئی مگر
میں سفارش کے بغیر رہ نہیں سکتا تم میری تحریروں پر عمل نہ کیا کرو مولانا گنگوہی نے
یہ قصہ بیان فرماکر فرمایا کہ اپنی اپنی طبیعت ہے چنانچہ مولوی محمد یعقوب صاحب کی
طبیعت اسکے خلاف تھی اور وہ کبھی کسیکو سفارشی خط نہ لکھتے تھے اور فرماتے تھے
کہ اس میں دو تکلیفیں ہوتی ہیں اگر سفارش نہ کیجاوے تو اسکو تکلیف ہوتی ہی

(باقی آیندہ)

۱۳۴۶ھ

سچے نبی کے سچے حالات

ظاہر ہے کہ مسلمانون کی دینی و دنیوی بہتری کا دارومدار حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر ہے بغیر اتباع نبوی کے نہ عقائد صحیح ہوسکتے ہین نہ اعمال نہ اخلاق درست ہوسکتے ہین نہ معاملات لیکن یہ اتباع بغیر حالات معلوم ہونے ممکن نہیں اسلئے ضرورت تھی کہ اس باب مین کوئی ایسی جامع کتاب تالیف ہو کہ جس میں رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے مبارک حالات صحیح اور معتبر روایات سے جمع کئے جائیں۔

اس زمانہ مین حب نبیؐ کا دعوی تو ہر شخص کرتا ہے لیکن افسوس کہ اُس محبوب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے حالات معلوم کرنیکی کوشش نہیں کیجاتی اور اگر اسطرف رغبت بھی ہوتی ہے تو بلا تحقیق غیر مستند کتابوں کے مطالعہ میں وقت ضائع کرنے لگتے ہین جنمین اکثر روایتیں غلط اور خلاف واقعہ درج ہوتی ہیں اور جو بجائے نفع کے نقصان پہنچاتی ہیں پس اسی بد مذاقی بے پروائی کو دیکھکر حضرت حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا تھانوی مد فیوضہم نے ایک عجیب و غریب کتاب

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

تالیف فرمائی ہے جسمیں ولادت سے لیکر وفات تک کے حالات نہایت خوش اسلوبی سے درج فرمائے ہیں اور جابجا مناسب مواعظ و نصائح بھی بڑھا دئے ہیں جس سے اسکا نفع اور بھی زیادہ ہوگیا ہے اور مزید لطف کی بات یہ ہے کہ عربی قصائد سے حالات مطابق اشعار مع ترجمہ درج فرماکر آخر مین یہ شعر تحریر فرمایا ہے ؎

یارب صل وسلم دائما ابداً ✤ علے حبیبک خیر الخلق کلہم

غرضکہ تاریخی حیثیت کیساتھ اتباع سنت ازدیاد شوق و محبت کا پورا اہتمام فرمایا اگر اس کتاب کو محبین کی جان اور عاشقین کا دین و ایمان کہا جائے تو بالکل زیبا ہے **قیمت** ایکروپیہ آٹھ آنہ۔ خریداران امدادی کیواسطے ایکروپیہ دو آنے ✤

قصہ معراج اور معتبر واقعات } شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہان اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہین معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے اگر ایک شخص اسمیں سینکڑون جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرماکر **تنویر السراج فی لیلۃ المعراج** تالیف فرمائی جس میں افراط و تفریط کو چھوڑکر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی۔ **قیمت** دس آنے۔ خریداران امدادی کے واسطے آٹھ آنے (۸؍)

تکمیل الیقین یعنے خلاصۂ سائنس اور اسلام

از حضرت مولانا تھانوی مدظلہٗ

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہی جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے یہ کتاب زیادہ تران تعلیمیافتون کیواسطے تالیف کیگئی ہی جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانون کیلئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہی مضامین کی مختصر فہرست یہ ہی۔ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن مین ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہی پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصانات و منافع دکھاکر حکومت و انتظام ملکی کی تشریح کی ہی۔ اسکے بعد نماز کے لئے طہارت کے شرط ہونیکی حکمت وضو میں اعضائے وضو دھونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز مین کعبہ کیطرف منہ کرنیکی حکمت۔ بے نمازوں کی واہی تباہی عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیان۔ تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث اُس شبہ کا جواب جو کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیون کے حالات مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے۔ وحدانیت کی فلاسفی۔ عقل کی حقیقت معلوم کرنیمیں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ روح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت الغرض دُنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہین اس کتاب میں موجود ہین جنکو پڑھکر اسلام کے دین کامل ہونے کا یقین ہوجاتا ہے۔ **قیمت** صرف دوروپے۔ (عہ)

خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ آٹھ آنہ

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

اس زمانہ میں اُس کتاب کا مطالعہ بیحد دلچسپی کا موجب ہوگا اس کتاب میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے لیکر سنہ ۹۰۰ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردیئے ہیں۔ بس اسکے دیکھنے سے شاندار تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے اور نامور اولوالعزم خلفائے اسلام کے کارناموں سے واقف ہونیکے بعد خلافت راشدہ و غیر راشدہ کا فرق بھی معلوم ہوجاتا ہے آجکل چونکہ اسلامی سیاسیات کا ذکر اخبارون و مختلف صحبتون و جلسون میں زیادہ رہتا ہی اسلئے واقعات کے متعلق صحیح رائے قائم کرنیکے لئے خلفائے اسلام کے حالات معلوم کرنے ضروری ہیں جسکے لئے بیان الامراء بہترین کتاب ہے صفحات ۵۱۲ قیمت دوروپے خریداران الہادی کے واسطے **ایک روپیہ آٹھ آنے**

انتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ

علم کلام جدید کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمین شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت و متانت سے دیے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہی کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کرلیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالے جواب حاصل ہوجائے گا۔ قیمت نو آنے (۹؍) خریداران الہادی کیواسطے چھ آنے (۶؍)

الہادی

اور اُس کی ضرورت

اس زمانہ مین اخباروں اور رسالون کی کثرت دیکھتے ہوئے کسی جدید رسالہ کی اشاعت چندان ضروری معلوم نہیں ہوتی تھی لیکن اسکا کیا علاج کہ تجارتی اغراض نے مذہبی و قومی ضرورتون کا کوئی معیار ہی باقی نہیں رکھا جس پرچے کو دیکھئے وہ محبِ اسلام کے دعوے میں دوسرے سے کئی حصے زیادہ ظاہر کرتا ہے لیکن اس دعوی کا نباہ کرنے میں وہ کہانتک کامیاب ہوتا ہے اسکی تشریح کیا کیجائے۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض موقر رسائل جو اہل حق و خدا ترس حضرات کی ادارت میں شائع ہوتے ہیں وہ مسلمانونکو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرمانے اور مختلف طریقون سے مذاق صحیح پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ مسلمانونکی بدمذاقی سے انکو کماحقہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور اُنکی آواز ہمیشہ ایک خاص طبقہ تک محدود رہتی ہے۔ پس اسی ابتری و تباہ حالی کو دیکھتے ہوئے احقر نے **الہادی** کا اجراء کیا ہے جو بفضلہ تعالےٰ اپنی عمر کے دو سال پورے کر چکا ہے اور تیسرے سال کا پہلا نمبر ہدیہ ناظرین ہے۔

اس مفید رسالہ میں سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ مولانا شاہ **محمد اشرف علی** صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے وہ مضامین شائع ہوتے ہیں جنکو اسلام کی رُوح اور خداشناسی کی جان کہا جائے تو بجا ہے۔

حضرات یہی وہ مضامین ہیں جنسے ایک کلمہ گو کامل و مکمل مُسلمان بن سکتا ہے ان ہی کے مطالعہ سے توحید و سنت پر استقامت اور نورِ ایمان مین ترقی ہوتی ہے اور یہی وہ خاص باتین ہیں جو ہمیشہ اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی رہی ہیں لیکن افسوس ہے کہ ان روح پرور و نور افزا مضامین سے آج وحشت ہوتی ہے۔ ہر شخص نفس بر آب کا شیدائی ہو رہا ہے لیکن بیش قیمت موتی نکالنے کیلئے غوطہ زنی کی زحمت گوارا نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس پُرفتن زمانہ میں ظاہری شور و فریاد کرنے والے رہنماؤں اور گندم نما جو فروش صوفیوں کا بازار گرم ہے یا ہے صورت پرستی نے معانی و حقائق کو زندہ درگور کر دیا ہے صرف الفاظ کی پرستش کیلئے جابجا انجمنیں و کمیٹیان قائم ہوتی ہیں۔ لیکن معنوی مجلس کا انعقاد ایک خواب و خیال ہو گیا ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ شاندار الفاظ اور لچھے دار تقریر پر تو ہر شخص وجد کرتے اور تحسین و آفرین و مرحبا کی آواز بلند کرنے کو مستعد ہے اور اسیکو اپنا دین و ایمان سمجھتا ہے لیکن افسوس ہزار افسوس کہ اس غافل کو اپنے باطنی سرمایہ و حقیقی دولت کے برباد ہونیکا ذرا اندیشہ نہیں ہے کہ اسوقت مسلمانان و رگور و مسلمانی در کتاب کی مثل بالکل صادق آرہی ہے۔ غرض احقر نے حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولٰنا تھانوی مدظلہ کے پراثر مضامین سے ایک معنوی مجلس بصورت رسالہ **الہادی** منعقد کی ہے جسکی شرکت سے اہل ذوق تو لطف حاصل کر ہی رہے ہیں لیکن احقر کو قوی امید ہے کہ ظاہر بین حضرات بھی اسکی روحانی کیفیت سے آہستہ آہستہ ضرور متاثر ہوتے رہینگے اور یہ رسالہ بفضلہ تعالیٰ ایک روز عام مقبولیت کا فخر حاصل کر کے ہر مسلمان کو اپنا والہ و شیدا بنا لیگا۔ ذٰلک یَسِیر۔

نوٹ:۔ رسالہ ہذا کے قواعد و ضوابط ٹائٹیل کے صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہون۔